تنظیم اسلامی کا ترجمان

02

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

کیم تا 7 جمادی الاوّل 1440ھ / 8 تا 14 جنوری 2019ء

ایمان کا تقاضا: احتساب

’’خسران سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی باقاعدگی سے اپنا احتساب کرتا رہے۔ ہر نماز کے بعد اور ہر دن کو ختم کرنے پر وہ یہ دیکھے کہ کسی ادنیٰ رفتار سے بھی عقائد میں، عبادات میں، اخلاق میں، تحریکی جدوجہد میں، فریضہ سمع وطاعت میں، دعوتِ حق کے پھیلانے میں پسپائی تو نہیں ہو رہی؟ فخر و ریا اور شہرت طلبی اور مفاد پسندی کی منحوس پرچھائیاں تو ذہن پر نہیں پڑ رہیں؟

خرابی جب آتی ہے تو چوروں کی طرح دم سادھے ہمارے حریم ذات میں داخل ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر اپنا زہر پھیلاتی ہے۔ آدمی نفس اور ماحول کے دباؤ سے بعض اُمور میں ہلکی ہلکی تاویلیں کرتا ہے اور انحرافی طرزِ عمل اختیار کرنے کے لیے خاصے دلائل جمع کرتا ہے، تاکہ اپنے ضمیر اور بیرونی ناقدین ومعترضین کا مقابلہ کر سکے۔ تاویلوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُصول وحدود اور مقاصد و غایات اور اخلاقی شعائر کی جو لکیریں کتاب وسنت کی روشنی میں بہت سوچ سمجھ کر لگائی گئی تھیں اور جن کی سال ہا سال تک پاسداری کی جاتی رہی ہے، انہیں ذرا آگے پیچھے کیا جا سکے۔ بس ایک دفعہ اگر کسی گوشے میں یہ عمل کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے گوشوں میں بھی ایسا ہونے لگتا ہے۔ پہلے اگر پسپائی یا انحراف کا عمل انچ کے دسویں حصے تک محدود تھا تو کسی دوسرے مرحلے میں پورے انچ کا فرق پڑ جاتا ہے اور بعد ازاں کسی اور موقع پر فٹ بھر کا اور آگے چل کر میل بھر کا! تاریخ میں انسانی کردار کے لیے سنت اللہ یہی ہے کہ جو تھوڑا سا آگے بڑھنے کے لیے زور لگاتا ہے، اسے زیادہ پیش قدمی کے لیے حالات مہیا کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو قدم کو پیچھے ہٹاتا ہے اس کو مزید پیچھے ہٹانے والے حالات پیش آتے ہیں۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى

اس خطرے سے تحفظ صرف احتساب میں ہے۔ احتساب کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے اوّلین طے کردہ حدود وقیود کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ ان خطوط وحدود میں کیا تبدیلی کی گئی۔ یوں بھی سوچا جا سکتا ہے کہ کل تک کسی معاملے میں التزام اور کسی غلط چیز سے اجتناب اور کسی خاص رویے کی پسند وناپسند کے بارے میں ایک شخص (یا سارا گروہ) کہاں قدم جمائے ہوئے تھا اور آج کہاں ہے!

نعیم صدیقیؒ

اس شمارے میں

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ

بیوی کے حقوق

حکومت کے خلافِ اسلام اقدامات

اپنے عمل کا حساب

یکجہتی کی ضرورت ہے!

نئے سال کی آمد پر جشن یا اپنا محاسبہ

الھدیٰ (835)

قوم والوں کی حیرت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طلبی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 59 تا 64

قَالُوۡا مَنۡ فَعَلَ ہٰذَا بِاٰلِہَتِنَاۤ اِنَّہٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوۡا سَمِعۡنَا فَتًی یَّذۡکُرُہُمۡ یُقَالُ لَہٗۤ
اِبۡرٰہِیۡمُ ﴿ؕ۶۰﴾ قَالُوۡا فَاۡتُوۡا بِہٖ عَلٰۤی اَعۡیُنِ النَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡہَدُوۡنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوۡۤا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ ہٰذَا
بِاٰلِہَتِنَا یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ ﴿ؕ۶۲﴾ قَالَ بَلۡ فَعَلَہٗ ٭ۖ کَبِیۡرُہُمۡ ہٰذَا فَسۡـَٔلُوۡہُمۡ اِنۡ کَانُوۡا یَنۡطِقُوۡنَ ﴿۶۳﴾
فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ فَقَالُوۡۤا اِنَّکُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿ۙ۶۴﴾

آیت ۵۹ ﴿قَالُوۡا مَنۡ فَعَلَ ہٰذَا بِاٰلِہَتِنَاۤ اِنَّہٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۹﴾﴾ ''وہ چلا اُٹھے: کس نے کیا ہے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سب کچھ؟ وہ تو یقیناً کوئی بہت ہی ظالم ہے!''

ذرا تصور کریں' آج اگر بنارس یا متھرا (بھارت) میں ایسا کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو کیسی قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ ایسے ہی اس واقعہ سے شہرِ اُر پر گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔

آیت ۶۰ ﴿قَالُوۡا سَمِعۡنَا فَتًی یَّذۡکُرُہُمۡ یُقَالُ لَہٗۤ اِبۡرٰہِیۡمُ ﴿۶۰﴾﴾ ''کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو ان کے بارے میں (غلط) باتیں کرتے سنا تھا' جسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔''

ابراہیمؑ ہی ان کے بارے میں زبان درازی کرتا ہوا سنا گیا تھا کہ ان کی حقیقت کچھ نہیں ہے' انہیں خواہ مخواہ معبود بنا لیا گیا ہے' وغیرہ وغیرہ۔ شاید اسی نے یہ حرکت کی ہو!

آیت ۶۱ ﴿قَالُوۡا فَاۡتُوۡا بِہٖ عَلٰۤی اَعۡیُنِ النَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡہَدُوۡنَ ﴿۶۱﴾﴾ ''لوگوں نے کہا کہ پھر لاؤ اس کو سب کے سامنے تاکہ وہ گواہی دیں۔''

تاکہ جن لوگوں کے سامنے اس نے گستاخانہ گفتگو کی تھی وہ اسے پہچان کر گواہی دے سکیں کہ ہاں یہی ہے وہ شخص جو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسی ویسی باتیں کرتا تھا اور جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ میں ضرور ان کے ساتھ کچھ چال چلوں گا۔ چنانچہ جب آپؑ کو سامنے لا کر تصدیق کر لی گئی تو:

آیت ۶۲ ﴿قَالُوۡۤا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ ہٰذَا بِاٰلِہَتِنَا یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ ﴿۶۲﴾﴾ ''انہوں نے پوچھا: اے ابراہیمؑ! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سب کچھ تم نے کیا ہے؟''

آیت ۶۳ ﴿قَالَ بَلۡ فَعَلَہٗ ٭ۖ کَبِیۡرُہُمۡ ہٰذَا فَسۡـَٔلُوۡہُمۡ اِنۡ کَانُوۡا یَنۡطِقُوۡنَ ﴿۶۳﴾﴾ ''آپؑ نے جواب دیا: بلکہ یہ ان کے اس بڑے نے کیا ہے' تم پوچھ دیکھو ان سے اگر یہ بولتے ہوں۔''

یہ جھوٹ نہیں بلکہ ''توریہ'' کا ایک انداز ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ نہیں سمجھتے تھے کہ میری اس بات کو وہ لوگ سچ سمجھ لیں گے اور وہ لوگ بھی خوب سمجھ رہے تھے کہ ان سے ایسے کیوں کہا جا رہا ہے۔ بہرحال آپؑ کا مقصد انہیں اپنے گریبانوں میں جھانکنے اور سوچنے پر مجبور کرنا تھا۔

آیت ۶۴ ﴿فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ فَقَالُوۡۤا اِنَّکُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۶۴﴾﴾ ''اس پر انہوں نے اپنے اندر ہی اندر سوچا اور (خود کلامی کرتے ہوئے) کہنے لگے کہ یقیناً تم خود ہی ظالم ہو۔''

یہ گویا ان کے ضمیر کی آواز تھی کہ ابراہیمؑ کی بات ہے تو درست! ظالم تو تم خود ہو جو ان بے جان مجسموں کو معبود سمجھتے ہو' جو خود اپنا دفاع بھی نہ کر سکے اور اب یہ بتانے سے بھی معذور ہیں کہ ان کی یہ حالت کس نے کی ہے؟

فرمان نبویؐ

جنت اور بوڑھے والدین

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((رَغِمَ اَنۡفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنۡفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنۡفُہٗ)) قِیۡلَ مَنۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ' قَالَ ((مَنۡ اَدۡرَکَ وَالِدَیۡہِ عِنۡدَ الۡکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوۡ کِلَاھُمَا فَلَمۡ یَدۡخُلِ الۡجَنَّۃَ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو''۔ عرض کیا گیا حضور! کون (یعنی کس کی)؟ فرمایا ''جس نے ماں باپ میں سے کسی ایک کو، یا دونوں کو بڑھاپے کی عمر میں پایا۔ پھر بھی (ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہ جا سکا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر رنج اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے جو اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ نیک سلوک نہ کرنے کے باعث ذلت اور رُسوائی کا مستحق ٹھہرا اور اس کوتاہی کی وجہ سے بہشت سے محروم ہوا۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ

اللہ رب العزت اپنی آخری کتاب قرآن حکیم کی سورۃ التین میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا اور پھر وہ ہو جاتا ہے نچلوں میں سب سے نچلا۔ اور سورۃ الاعراف میں فرمانِ الٰہی ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ انسان اپنے افعال بد کی وجہ سے حیوان کی مانند ہو جاتا ہے بلکہ حیوان سے بھی بدتر۔ اگر ہم انسان کے ماضی اور حال پر سرسری سی بھی نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ کیسی ناقابلِ تردید حقیقت ہے جو قرآنِ پاک نے بیان کی ہے۔ اللہ کے ہر پیغمبر نے لوگوں کو توحید کا پیغام دیا، شرک کو بدترین گناہ قرار دیا لیکن انسانوں کی اکثریت شرک کی مرتکب ہوتی رہی۔ اکثر معاشروں کو یہ علم تھا کہ ماضی میں اللہ نے اس گناہ عظیم کی پاداش میں بستیوں کی بستیاں تباہ و برباد کر دیں لیکن پھر بھی وہ شرک کا ارتکاب کرتے رہے۔ اگرچہ ماضی کا یہ شرک بعض ترامیم اور تبدیلیوں کے ساتھ کسی نہ کسی انداز میں اب بھی جاری ہے لیکن بہرحال محدود ہو گیا ہے لیکن حال کا حال یہ ہے کہ جدید دنیا نے شرک میں بھی جدت پیدا کر لی ہے۔ آج دنیا مادہ کی پرستش کر رہی ہے اگرچہ اُسے سجدہ نہیں کیا جاتا۔ اس حوالہ سے آج کی دنیا انکار کی دنیا ہے۔ مادہ کے حصول کے لیے سب کچھ کر گزرو، نہ حقوق اللہ کی پروا کرو اور نہ بندوں کے حقوق کو پاؤں تلے روندنے سے گریز کرو، پھر بھی اس بات سے انکار کرو کہ ہم مادہ پرست ہیں۔ ناپ تول میں ڈنڈی مارنے پر قوم شعیبؑ تباہ ہوئی۔ آج یہ جرم چھوٹے اور متوسط طبقہ کا جرم ہے، بڑے بڑے ایوانوں میں تو میزان ہی اپنی طرف الٹالی جاتی ہے۔ گویا آج دنیا دولت کے آگے سجدہ ریز ہے اور بدترین شرک میں مبتلا ہے۔

حال ہی میں سپریم کورٹ نے پاکستان میں لوٹ مار کرنے والے بعض سیاسی اور غیر سیاسی گروپس اور اشخاص کی مالیاتی بے ضابطگیوں کی تفتیش کے لیے جو JIT بنائی تھی اُس نے ہوشربا انکشافات کیے ہیں کہ کس بے دردی اور ظالمانہ انداز میں اس ملک کو لوٹا گیا۔ پاکستانی خزانہ کو اگر دشمنوں کے حوالے کر دیا جاتا تو وہ اس سے زیادہ کیا نقصان پہنچا لیتے۔ گزشتہ ہفتہ ہم نے شریف فیملی کی لوٹ مار کا ذکر کیا تھا لیکن زرداری بھٹو فیملی شاید اس معاملے میں شریف فیملی پر بھی سبقت لے گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے پاکستان پر مسلط اِن دو خاندانوں کی ہوس زر ایک جنون، ایک مرض میں تبدیل ہو چکی تھی۔ ہماری رائے میں ہوس زر کی اس بیماری نے اُن کے ذہن کو مفلوج کر دیا تھا اور ان کی آنکھوں پر پٹی بندھ چکی تھی۔ حقیقت میں یہ دو خاندان نہ صرف درخت کی اس شاخ کو کاٹ رہے تھے جس پر خود بیٹھے تھے بلکہ اپنے سہولت کاروں کے ذریعے اس درخت کی جڑوں پر بھی تیشہ چلوا رہے تھے۔ پاکستانیوں کے خون پسینہ کی کمائی کو منی لانڈرنگ کے ذریعے بیرون ملک بھجوایا جا رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ سمجھتے تھے اور ہیں کہ اُنہیں مرنے کے بعد اگلے جہان میں نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ منتقل ہونا ہے۔ حالانکہ وہ ایران کے شہنشاہ رضا شاہ پہلوی جس

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

کیم تا 7 جمادی الاوّل 1440ھ — جلد 28
8 تا 14 جنوری 2019ء — شمارہ 02

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

نے کئی ٹن سونا جمع کیا تھا اور جس کے پاس ہیرے جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، اُس کا انجام یہ سیاست دان اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور رضا شاہ پہلوی جسے آخری وقت میں امریکہ نے بھی قبول نہ کیا تھا وہ تنہائی کا شکار ہو کر دیارِ غیر میں بے بسی کے عالم میں اِس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ ہم اپنے قارئین کے ساتھ JIT کی رپورٹ مختصراً شیئر کریں گے تاکہ اُنہیں معلوم ہو کہ ٹیکسوں کی مد میں ادا کی جانے والی اُن کی کمائی کا کیا حشر ہوا۔ JIT ایف آئی اے کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل احسن صدیق صاحب، آئی ایس آئی کے بریگیڈیئر شاہد پرویز صاحب، ایس ای سی پی کے محمد افضل صاحب، نیب کے نعمان اسلم صاحب اور ایف بی آر کے عمران لطیف صاحب پر مشتمل تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق سیاست دانوں میں آصف زرداری اور اُن کی ہمشیرہ فریال تالپور اِن مالیاتی بے ضابطگیوں میں براہِ راست ملوث تھے جبکہ اُس وقت کے وزیر خزانہ سندھ مراد علی شاہ زرداری کے دستِ راست اور سہولت کار تھے۔ وہ حکومتی وسائل اور اقتدار کی قوت کو اِس سیاہ اور مکروہ دھندے کو آگے بڑھانے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس غیر قانونی کام میں زرداری گروپ کے علاوہ اومنی گروپ کے مالک انور مجید بمع اہل وعیال اور بحریہ ٹاؤن کے ملک ریاض اور ان کے داماد زین ملک فعال کردار ادا کر رہے تھے۔ بینکار حسین لوائی اور دوسری بہت سی کاروباری شخصیات بھی ملوث تھیں۔ بحریہ ٹاؤن گروپ نے اربوں روپے کی مالیت کا بلاول ہاؤس لاہور بلاول کو گفٹ کیا۔ ٹھیکیداروں نے 1.4 ارب روپے کک بیکس کی صورت میں انہیں ادا کیے۔ ظاہر ہے انہوں نے خود بھی خوب ہاتھ رنگے ہوں گے۔ 170 ارب روپے لانچوں کے ذریعے باہر بھجوائے گئے۔

اومنی گروپ زرداری خاندان کے ذاتی اخراجات جن میں کھیلوں کا سامان، کتوں کا کھانا، ڈرائی کلین، ہیٹر، فرنیچر فراہم کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سالگرہ کی تقریبات اور صدقے کے بکرے بھی یہ گروپ فراہم کرتا تھا جس کے عوض اومنی گروپ کے قرضے کی Restructuring کی گئی۔ منی لانڈرنگ کے لیے غریبوں اور متوسط درجہ کے لوگوں کے بینک اکاؤنٹس خفیہ طور پر استعمال ہوئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک کے اہلکار اور Executive Authorties اِن غیر قانونی سرگرمیوں کا پوری طرح علم رکھتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈھیروں مال اکٹھا کرنے کی ہوس اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی تاریخ۔ قرآن پاک اس انسانی کمزوری کی جگہ جگہ نشاندہی کرتا ہے۔ اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ یہ ہوس صرف حکمرانوں ور معاشرے کے باحیثیت لوگوں کا مسئلہ ہے۔ عوام بھی اِس سے بچے ہوئے نہیں۔ وہ ان لیڈروں پر تو لعن طعن کرتے ہیں لیکن حصول دولت کے لیے اُن ہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ لہٰذا قانون شکنی بھی ہوتی ہے اور اخلاقی اقدار کو بھی تہس نہس کیا جاتا ہے۔ ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ جن علماء کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی اصلاح کریں، اُن کا تزکیہ کریں، تاکہ صالح معاشرہ تشکیل پا سکے۔ ان علماء کرام کا معاملہ یہ ہے کہ سیاسی مذہبی رہنماؤں کو جمہوریت کے استحکام کے کام سے ہی فرصت نہیں کہ وہ کسی دوسری بات کا سوچیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مساجد کے خطیب، دینی مدارس کے اساتذہ اور حجروں میں مقیم دوسرے علماء باہر کی دنیا سے لاتعلق اپنی دنیا میں مگن ہیں۔ بددیانتی اور بدعنوانی کا معاملہ ہو یا کسی جنسی درندگی کا اُن کے ماتھے پر بل نہیں پڑتے۔ اُن کے چہرے کا رنگ نہیں بدلتا۔ قال اللہ اور قال قال رسول اللہ ﷺ کی گردان یقیناً کرنے کا کام ہے۔ اُخروی نجات اور کامیابی کے لیے انتہائی اہم ہے اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مذہبی علوم کا حصول یقیناً معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں یا چند لاکھ طلبہ کو آپ نیک راہ دکھاتے ہیں، اُن پر صراطِ مستقیم واضح کرتے ہیں تو باقی پونے بیس کڑور عوام کو گناہوں اور برائیوں کے جوہڑ میں غرق ہونے کے لیے لاوارث چھوڑ دیتے ہیں۔ جن کا میڈیا نے دجالی تہذیب کی طرف رُخ کر دیا ہے۔ آپ کے یہ چند لاکھ طلبہ جب عملی زندگی کا آغاز کریں گے تو اُن میں کتنے خود کو اس بے حیا تہذیب اور بدیانت سوسائٹی کے اثرات سے محفوظ رکھ سکیں گے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھنا ہوگا کہ چند لوگ چھوٹے چھوٹے برتن لے کر کسی گندے جوہڑ کا پانی نکال رہے ہیں، لیکن بڑے بڑے موگوں سے مزید گندہ اور غلیظ پانی اسی جوہڑ میں سیلاب کی مانند داخل ہو رہا ہے تو جوہڑ کی صفائی کیسے ممکن ہوگی؟ اگر یہ لوگ لنگوٹے کس کر اُن موگوں کو بند نہیں کرتے۔ ہماری رائے میں اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں کہیں بدیانت اور بدعنوان سیاست دان دھن دولت کو خدا بنا کر اُس کی پرستش کر رہے ہیں اور کہیں عریانی اور بے حیائی کے پھیل جانے سے وہ انسان جو بڑی عظمت کا حامل تھا جو مسجود ملائکہ تھا، حیوانوں سے بدتر ہو گیا ہے۔ لہٰذا فرد کی اصلاح لازم ہے۔ صالح معاشرہ کی تشکیل ناگزیر ہے۔ پاکستان میں قرآن وسنت کی بالادستی قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ میدان میں نکل کر کلمہ حق بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پس منظر میں علماء کرام کا خود کو حجروں میں بند کر لینا، اپنی دینی ذمہ داری کی ادائیگی سے واضح گریز ہے۔ جس کی جوابدہی اُنہیں کرنا ہوگی۔ اللہ ہم سب کو اپنا دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

بیوی کے حقوق

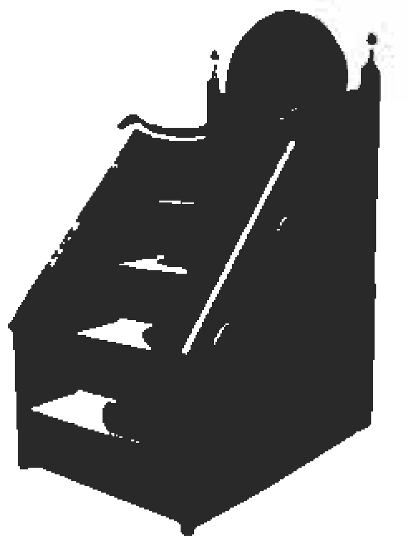

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 28 دسمبر 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

محترم قارئین! پچھلے چند خطابات میں ہم شادی بیاہ کے مختلف مراحل کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج ان شاءاللہ ہم اسی ضمن میں بیوی کے حقوق کا مطالعہ کریں گے۔ اپنی شریک حیات کا ہر طرح سے خیال رکھنا اور اس کو خوش رکھنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے چند اہم باتیں سنت رسول ﷺ کی روشنی میں قارئین کے پیش خدمت ہیں:

1۔ بیوی کی پسند وناپسند کا خیال رکھنا: ہر خاتون کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے اس لیے خود سے قیاس کر کے انسان دوسرے کی پسند اور ناپسند کا تعین نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کچھ عرصہ ساتھ رہنے سے یہ چیزیں سمجھ میں بھی آجاتی ہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ اس حوالے سے پوچھ لیا جائے۔

2۔ جذبات اور مشاغل کا خیال رکھنا چاہیے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اس وقت میرا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ ہوا۔ جب نبی اکرم ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو میری سہیلیاں گھر میں چھپ جایا کرتی تھیں لیکن آپ ﷺ ان کو ڈھونڈ کر میرے پاس کھیلنے کے لیے بھیجتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ ان کی دلچسپیوں اور مشاغل کا باقاعدہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا کہ جب تم راضی ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو مجھے دونوں حالتوں میں علم ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! آپؐ کو کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو ربِ محمد (یعنی محمد ﷺ کے رب کی قسم) کے الفاظ میں قسم اُٹھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیمؑ کے الفاظ میں قسم اُٹھاتی ہو۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ صرف آپ ﷺ کا نام چھوڑتی ہوں نام کے علاوہ اور کچھ تو نہیں چھوڑتی''۔ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ناراضگی کو کبھی اپنی قوامیت اور اپنی رسالت کے خلاف نہیں سمجھا بلکہ آپ ﷺ نے بڑی خوش طبعی کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ بیوی کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا بھی سنت نبوی ﷺ ہے۔

4۔ اپنی شریک حیات کے ساتھ مزاح کیجیے، اس کی دل جوئی کیجیے۔ یہ نہیں کہ ہر وقت سنجیدہ بن کر اس کے ساتھ رہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ خوش گپیاں کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ باقاعدہ دوڑ بھی لگاتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت عائشہ ؓ جوان تھیں تو اس وقت وہ رسول اللہ ﷺ سے آگے نکل گئی تھیں۔ لیکن دوسری دفعہ رسول اللہ ﷺ ان سے آگے نکل گئے تھے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پچھلی دوڑ کا بدلہ ہو گیا۔ گھر کے اندر مزاح اور مذاق کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

4۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ گھر کے کاموں میں اپنی ازواج کی مدد کرتے تھے۔ سیدنا اسود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ سیدہ عائشہ ؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ گھر کے کاموں میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ (بخاری)

اسی طرح حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ گھر میں کبھی فارغ نہ رہتے۔ یا تو آپ ﷺ اپنی جوتی درست کرتے یا کسی مسکین حاجت مند کی جوتی گانٹھ دیا کرتے۔ گھر میں آپ ﷺ بکریوں کا دودھ دھوتے تھے۔ اپنے کپڑوں کو پیوند خود لگا لیتے تھے۔ (آج ہم تو اپنے کپڑے استری کرنا بھی توہین سمجھتے ہیں)۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنے اونٹ کو خود باندھتے تھے اور اس کو چارہ ڈالتے تھے۔ سامان بازار سے خود لاتے۔ حتیٰ کہ گھر میں جھاڑو بھی دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے گھر والے چکی پیستے ہوئے تھک جاتے تو آپ ﷺ چکی میں آٹا پیس دیا کرتے۔ کبھی آٹا گوندھ کر دیتے اور کبھی گوشت کاٹ کر دیتے۔ معلوم ہوا کہ گھر کے کام کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے اور یہ رویہ بھی ہمیں اختیار کرنا ہوگا۔

5۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرانے میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا اس کا سب سے زیادہ اجر و ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمیں گھر والوں پر صرف ناگزیر ضرورت کے تحت ہی نہیں بلکہ فراخ دلی کے ساتھ خرچ کرنا چاہیے۔ مفسرین نے بیوی کے نان نفقہ میں بیوی کی پاکٹ منی کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض لوگ کپڑے اور کھانے کا انتظام تو

کرتے ہیں لیکن جیب خرچ نہیں دیتے۔ جبکہ ہمیں جیب خرچ بھی دینا چاہیے کیونکہ بعض ضروریات بیوی کی ایسی ہوتی ہیں جن کو وہ شوہر کے سامنے کھل کر بیان نہیں کر سکتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ بیوی کی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ اسے کچھ اضافی رقم بھی دے دی جائے تاکہ وہ اپنی مرضی سے خرچ کر سکے۔ اگر وہ صدقہ کرنا چاہے تو اس کے لیے آسانی ہو۔ چاہے تو اپنے کسی سگے کے لیے تحفہ خرید سکے۔ اس سے بھی اس کو خوشی حاصل ہوگی اور گھر کے حالات بھی بہتر رہیں گے۔

6۔ بیوی پر بے جا سختی نہ کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اسے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اسے چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' بعض لوگ اس تشبیہ کو عورت کی برائی کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے لہٰذا اس کی اصل ٹیڑھی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا منشاء یہ نہیں ہے۔ لہٰذا علماء نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ عورت کی مثال پسلی کی سی ہے، جس طرح سے پسلی دیکھنے میں تو ٹیڑھی معلوم ہوتی ہے لیکن پسلی کا سارا حسن اور صحت ٹیڑھا ہونے میں ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پسلی ٹیڑھی ہی رہتی ہے اور اس کے ٹیڑھے پن کی وجہ سے تمہارا وجود بھی صحت مند ہے اسی طرح عورت بھی پسلی کی طرح ٹیڑھی ہی رہے گی اور اس کے ٹیڑھ پن میں ہی نسوانیت کا حسن ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو کچھ اوصاف عطا فرمائے اور کچھ اوصاف اس نے عورت کو عطا فرمائے۔ دونوں کی فطرت اور سرشت میں فرق ہے۔ اس فرق کی وجہ سے مرد عورت کے بارے میں یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میری طبیعت اور فطرت کے خلاف ہے۔ حالانکہ عورت کا مرد کی طبیعت کے خلاف ہونا کوئی عیب نہیں ہے کیونکہ یہ ان کی اپنی فطرت کا تقاضا ہے۔ مثلاً ماں کے اندر اللہ نے محبت اور شفقت کے وہ جذبات رکھے ہیں جن کا دس فیصد بھی باپ کے اندر نہیں ہوتے۔ جتنی قربانیاں ماں دیتی ہے اتنی باپ نہیں دے سکتا۔ ہر ایک کی طبیعت خالق نے اپنی حکمت کے مطابق بنائی ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی میں کوئی ایسی بات دیکھو جس کو تم ٹیڑھ سمجھ رہے ہو تو اس کی بنا پر اس سے نفرت نہ کرو بلکہ یہ سمجھو کہ اس کی فطرت کا تقاضا یہی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ ظاہر ہے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ مرد اور عورت کی نفسیات سے کون انسان واقف ہوسکتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے سارے جھگڑے کی جڑ پکڑ لی کہ سارے جھگڑے صرف اس بنا پر ہوتے ہیں کہ مرد یہ چاہتا ہے کہ جیسا میں ہوں ویسی ہی خاتون بھی سو فیصد ہو جائے جو کہ ممکن نہیں ہے۔ البتہ عورت میں کوئی اخلاقی عیب ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہیے لیکن یہ سوچنا کہ اس کی پوری فطرت سو فیصد میرے مطابق ہو جائے یہ ممکن نہیں ہے۔

7۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی مرد کے لیے چار مہینے سے زیادہ بیوی کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر رہنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ بھی اس کی حق تلفی میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور حکومت باقاعدہ یہ آرڈر جاری فرمایا تھا کہ جو مجاہدین گھر سے باہر رہتے ہیں وہ بھی چار ماہ سے زیادہ گھر سے باہر نہ رہیں اور اسی وجہ سے فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ کسی کو چار ماہ سے زیادہ کا سفر درپیش ہو تو بیوی کی اجازت لینا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ حج کے سفر میں بھی اگر کسی کا چار ماہ سے زائد عرصہ رہنے کا ارادہ ہو تو پھر بھی بیوی سے اس کو اجازت لینی ہوگی۔ یہی معاملہ دعوت و تبلیغ کا بھی ہے لیکن ہمارے ہاں تو لوگ کئی کئی سال دنیا کمانے کے لیے گھر سے دور چلے جاتے ہیں تو یہ بہت بڑی حق تلفی ہے۔ اس سے ہمیں بچنا چاہیے۔ اس میں مجموعی طور پر نظام کا جبر بھی ہے۔ اگر ہمارے اپنے ملک میں روزگار کے بہتر مواقع ہوں تو لوگ کیوں پردیس جائیں گے۔ بہرحال پھر بھی پیسے کی خاطر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کو پتا ہے کہ پھر اس

پریس ریلیز 04 جنوری 2019ء

امریکی صدر ٹرمپ کا اچانک پاکستان سے دوستی کا اظہار خطرناک ثابت ہوسکتا ہے

اگر آج قبضہ اور کرپشن مافیا کے خلاف عوام اور دینی وسیاسی جماعتیں عدالتوں کے ساتھ کھڑی نہ ہوئیں تو پاکستان کبھی بھی مستحکم نہیں ہوسکے گا

حافظ عاکف سعید

امریکی صدر ٹرمپ کا اچانک پاکستان سے دوستی کا اظہار خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ پچھلے سال کے آغاز میں ٹرمپ نے پاکستان کے خلاف سخت زبان استعمال کی تھی جبکہ اس سال کے آغاز میں دوبارہ دوستی کا اظہار کر رہا ہے۔ بظاہر تو یہ تبدیلی جتنی بھی اچھی لگے مگر حقیقت میں یہ پاکستان کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ امریکہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس کی دشمنی سے اس کی دوستی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ انہوں نے کرپشن کیسز میں JIT کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک پورا مافیا ہے جو پاکستانی قوم کے وسائل پر قبضہ کر چکا ہے اور اس میں بعض سیاسی جماعتوں، قبضہ مافیا اور بیوروکریسی کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بددیانتی اور بدعنوانی سے پاک معاشرہ قائم کرنے کے لیے دینی وسیاسی جماعتوں اور علمائے کرام کو اپنا رول ادا کرنا ہوگا۔ وہ عوام کو اس حوالے سے آگاہی دیں اور قبضہ وکرپشن مافیا کے خلاف عملی جدوجہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج قبضہ مافیا اور کرپشن مافیا کے خلاف کریک ڈاؤن میں عوام اور دینی وسیاسی جماعتیں عدالتوں کے ساتھ کھڑی نہ ہوئیں تو یہ قوم اور ملک کے ساتھ زیادتی ہوگی اور پاکستان کبھی بھی مستحکم اور باوقار اسلامی ریاست میں تبدیل نہیں ہوسکے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

کے نتائج ہمارے معاشرے میں کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔ دین کی باتوں میں بہت حکمتیں ہیں اور ہم نادانی کی وجہ سے اکثر و بیشتر ان کو پیش نظر نہیں رکھتے۔

8۔ نبی اکرم ﷺ اپنی بیویوں کی دلجوئی کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا۔ (یہ ایک لمبا واقعہ ہے جو ترمذی شریف میں موجود ہے)۔ گویا بیوی کی دلجوئی کے لیے اس نوعیت کے اہتمام کرنا بھی سنت ہے۔

9: بیوی کی تعلیم و تربیت بھی شوہر کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ سورۃ التحریم میں ارشاد ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾

’’اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے۔‘‘

اس اعتبار سے یہ مردوں کے لیے بہت بڑی آزمائش بھی ہے۔ حضرت سلمہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مردوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ہو بہ نسبت عورتوں کے فتنے کے۔ عورت کا فتنہ اس دنیا میں مردوں کے لیے شدید ترین اور آزمائش ہے۔ عورت اس طریقے سے بھی آزمائش ہے جس طریقے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ معاملہ پیش آیا تھا۔ عورت میں مرد کے لیے کشش ہے اور اس کے لیے حلال راستہ نکاح کا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں نکاح کو مشکل ترین بنا دیا گیا ہے اور حرام راستے کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ اس میں مرد کی آزمائش یہ ہے کہ وہ حلال راستہ اختیار کرتا ہے یا حرام میں منہ مارتا ہے۔ مرد کے لیے بیوی میں یہ بھی آزمائش ہے کہ وہ اس کے حقوق پورے کرتا ہے یا اس کی حق تلفی کرتا ہے۔ تیسری آزمائش یہ ہے کہ وہ بیوی کی محبت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو تو پامال نہیں کر رہا؟ اسی طرح کی اور لامحدود آزمائشیں ہیں۔ بیوی کو نماز کے لیے اُٹھانا، اس کی دینی تربیت کرنا بھی مرد کی ذمہ داری ہے اس میں کوتاہی بھی آزمائش ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بُری بیوی سے پناہ مانگی ہے۔ آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں اس عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے۔ (یعنی اتنی مشکلات، مسائل پیدا کر دے کہ انسان وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو جائے) اور ایسی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے لیے وبال بن جائے۔‘‘ گویا اگر عورت کی صحیح تربیت نہ ہو تو عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے جب اپنی اولاد کے لیے رشتہ تلاش کرو تو ایسی عورت تلاش کرو جس میں دین ہو، اصلاح ہو، نیکی ہو۔ اگر نیکی نہیں تو پھر عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو صالح بیوی میسر آئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی قدر کرے اور ناقدری نہ کرے۔

امام احمد بن حنبل کی دس نصیحتیں

امام احمد ابن حنبلؒ نے اپنے صاحب زادے کو شادی کی رات 10 نصیحتیں فرمائیں۔ ہر شادی شدہ مرد کو چاہیے کہ ان کو غور سے پڑھے اور اپنی زندگی میں عملی طور پر اختیار کرے۔ فرمایا: میرے بیٹے! تم گھر کا سکون حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی بیوی کے معاملے میں ان 10 عادتوں کو نہ اپناؤ۔ لہٰذا ان کو غور سے سنو اور عمل کا ارادہ کرو۔ پہلی دو تو یہ کہ عورتیں تمہاری توجہ چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ تم ان سے واضح الفاظ میں محبت کا اظہار کرتے رہو۔ لہٰذا وقتاً فوقتاً اپنی بیوی کو اپنی محبت کا احساس دلاتے رہو اور واضح الفاظ میں اس کو بتاؤ کہ وہ تمہارے لیے کس قدر اہم اور محبوب ہے۔ (اس گمان میں نہ رہو کہ وہ خود سمجھ جائے گی، رشتوں کو اظہار کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے) یاد رکھو! اگر تم نے اس ظہار میں کنجوسی سے کام لیا تو تم دونوں کے درمیان ایک تلخ دراڑ آ جائے گی جو وقت کے ساتھ بڑھتی رہے گی اور محبت کو ختم کر دے گی۔ 3۔ عورتوں کو سخت مزاج اور ضرورت سے زیادہ محتاط مردوں سے کوفت ہوتی ہے۔ لیکن وہ نرم مزاج مرد کی نرمی کا بے جا فائدہ اٹھانا بھی جانتی ہیں۔ لہٰذا ان دونوں صفات میں اعتدال سے کام لینا تاکہ گھر میں توازن قائم رہے اور تم دونوں کو ذہنی سکون حاصل ہو۔ 4۔ عورتیں اپنے شوہر سے وہی توقع رکھتی ہیں جو شوہر اپنی بیوی سے رکھتا ہے۔ یعنی عزت، محبت بھری باتیں، ظاہری جمال، صاف ستھرا لباس اور خوشبودار جسم لہٰذا ہمیشہ اس کا خیال رکھنا۔ 5۔ یاد رکھو گھر کی چار دیواری عورت کی سلطنت ہے، جب وہ وہاں ہوتی ہے تو گویا اپنی مملکت کے تخت پر بیٹھی ہوتی ہے۔ اس کی اس سلطنت میں بے جا مداخلت ہرگز نہ کرنا اور اس کا تخت چھیننے کی کوشش نہ کرنا۔ جس حد تک ممکن ہو گھر کے معاملات اس کے سپرد کرنا اور اس میں تصرف کی اس کو آزادی دینا۔ 6۔ ہر بیوی اپنے شوہر سے محبت کرنا چاہتی ہے لیکن یاد رکھو اس کے اپنے ماں باپ، بہن، بھائی اور دیگر گھر والے بھی ہیں جن سے وہ لاتعلق نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس سے ایسی توقع جائز ہے۔ لہٰذا کبھی بھی اپنے اور اس کے گھر والوں کے درمیان مقابلے کی صورت پیدا نہ ہونے دینا کیونکہ اگر اس نے مجبوراً تمہاری خاطر اپنے گھر والوں کو چھوڑ بھی دیا تب بھی وہ بے چین رہے گی اور یہ بے چینی بالآخر تم سے اسے دور کر دے گی۔ 7۔ بلاشبہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور اسی میں اس کا حسن بھی ہے یہ ہرگز کوئی نقص نہیں، وہ ایسے ہی اچھی لگتی ہے جس طرح بھنویں گولائی میں خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس کے ٹیڑھ پن سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے اس حسن سے لطف اندوز ہو۔ اگر کبھی اس کی کوئی بات ناگوار بھی لگے تو اس کے ساتھ سختی اور تلخی سے اس کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ وہ ٹوٹ جائے گی، اور اس کا ٹوٹنا بالآخر طلاق تک نوبت لے جائے گا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ایسا بھی نہ کرنا کہ اس کی ہر غلط اور بے جا بات مانتے ہی چلے جاؤ ورنہ وہ مغرور ہو جائے گی جو اس کے اپنے ہی لیے نقصان دہ ہے۔ لہٰذا معتدل مزاج رہنا اور حکمت سے معاملات کو چلانا۔ 8۔ شوہر کی ناقدری اور ناشکری اکثر عورتوں کی فطرت میں ہوتی ہے، اگر ساری عمر بھی اس پر نوازشیں کرتے رہو لیکن کبھی کوئی کمی رہ گئی تو وہ یہی کہے گی تم نے آج تک میری کونسی بات سنی ہے۔ لہٰذا اس کی اس فطرت سے زیادہ پریشان مت ہونا اور نہ ہی اس کی وجہ سے اس سے محبت میں کمی کرنا یہ ایک چھوٹا سا عیب ہے لیکن اس کے مقابلے میں اس کے اندر بے شمار خوبیاں بھی ہیں بس تم ان پر نظر رکھنا اور اللہ کی بندی سمجھ کر اس سے محبت کرتے رہنا اور حقوق ادا کرتے رہنا۔ 9۔ ہر عورت پر جسمانی کمزوری کے کچھ ایام آتے ہیں۔ ان ایام میں اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو عبادات میں چھوٹ دی ہے، اس کی نمازیں معاف کر دی ہیں اور اس کو روزوں میں اس وقت تک تاخیر کی اجازت دی ہے جب تک وہ دوبارہ صحت یاب نہ ہو جائے پس ان ایام میں تم بھی اس کے ساتھ ویسے ہی مہربان رہنا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کی ہے۔ جس طرح اللہ نے اس پر سے عبادات ہٹا لیں ویسے ہی تم بھی ان ایام میں اس کی کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی ذمہ داریوں میں کمی کر دو، اس کے کام کاج میں مدد کر دو اور اس کے لیے سہولت پیدا کرو۔ 10۔ آخر میں بس یہ یاد رکھو کہ تمہاری بیوی تمہارے پاس ایک قیدی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ تم سے سوال پوچھے گا۔ بس اس کے ساتھ انتہائی رحم و کرم کا معاملہ کرنا۔

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی 5 3۔ ارضِ ملکِ خداست

13 تیشۂ خود را بکہسارش بزن | نورے از خود گیر و بر نارش بزن

اپنا تیشہ زمینی وسائل رزق کے حصول کے لیے پہاڑوں پر آزما اور اسے اپنے استعمال میں لا اپنے وجود کے نور سے اس مادی و فانی دنیا کی (چھینا جھپٹی اور حرص کی) آگ کو بجھا دے

14 از طریقِ آزری بیگانہ باش | بر مرادِ خود جہانِ نو تراش!

اے ابنِ آدم! طریق آزری (خاک سے بُت بنا کر اس کو سجدہ کرنا) سے بیگانہ ہوجا اور دنیاوی اور زمینی اشیاء کو اپنا محبوب اور نصب العین مت بنا بلکہ (ابراہیمؑ کی طرح) ان پتھروں سے (توحید کا مرکز) بیت اللہ بنا

15 دل بہ رنگ و بوے و کاخ و کو مدہ | دل حریم او ست جز با او مدہ!

اے انسان! (اپنی محبت اور) اپنا دل اس رنگ و خوشبو سے بنے جہاں میں نہ لگا دل تو اللہ خالقِ حقیقی کا حرم ہے اس کے علاوہ کسی کو دل میں نہ گھسنے دے اور کسی دنیاوی چیز کی محبت میں گرفتار مت ہو

13۔ اے مردِ مسلمان! یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور انسانوں کے لیے بنائی گئی ہے تم زمین سے اپنے حصے کا رزق حاصل کرنے کے لیے خود نئے راستے تلاش کرو، دوسروں کے رزق پر قبضہ کرلینا یا دوسرے کمائیں اور زمین کا قبضہ گیر خود عیش کرے یہ انسانیت کے مجموعی مفاد میں نہیں۔تم روئے ارضی کے پہاڑوں پر اپنا تیشہ چلاؤ۔ قدرت نے اس دنیا میں بے شمار خزانے انسان کے لیے پوشیدہ رکھے ہیں۔تم اپنے اندر کے نور (روحانی طاقت) کے ساتھ اللہ پر بھروسا کرکے روئے زمین کے وسائل رزق کو مسخر کرکے استعمال میں لانے کی جدوجہد کرو۔ آرام سے بیٹھ کر مفت کھانے کی کوشش نہ کرو بلکہ محنت اور سخت محنت سے رزق پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے حلال کمانے کی مشقت کو جہاد قرار دیا ہے❶ اور فرمایا کہ سب سے پاکیزہ رزق انسان کے ہاتھوں کی کمائی (Labour) ہے۔اسی اصول سے دوسروں کی کمائی پر ڈاکہ ڈالنا، لوٹنا وغیرہ ظلم اور ناانصافی ہے۔ چوری، ڈاکہ، مفت خوری، رشوت، مہنگا سودا بیچنا، ملاوٹ، کم تولنا وغیرہ سب دوسروں کی کمائی پر ہاتھ صاف کرنے کی شکلیں ہیں۔اے مسلمان! اس کمائی سے بچو!

14۔ اے ابنِ آدم! (اے ایمان والے انسان) زندگی میں خدا بے زار، خدا دشمن اور انسان دشمن طرزِ عمل اختیار کرکے رزق کمانا آزری ہے (کہ وہ پتھر سے مورتی تراش کر اس کو دیوتا اور رازق سمجھتا تھا) ایسا پیشہ انسانیت کی تذلیل ہے لہٰذا اس طرزِ زندگی (LIFE STYLE) سے کنارہ کش ہوجاؤ کہ زمینی اشیاء کو اپنا محبوب اور نصب العین (آدرش) قرار دے ڈالو، ایسا مت کرو❷ (بلکہ دوسرے اپنے جیسے انسانوں کو بھی اس طرزِ زندگی اور طرزِ فکر سے روکو) اے انسان! تو اشرف المخلوقات ہے مسجودِ ملائک ہے جمادات و نباتات و حیوانات کی تیرے سامنے کیا حیثیت وحقیقت ہے یہ مادی دنیا اور اس کا ہر بیچاری اپنی اعلیٰ انسانی حیثیت کھو کر زمین پر گرا پڑا ہے اور اپنے خالق و مالک کو نہیں پہچانتا جس کی وجہ سے اُسے اپنی گراوٹ کا احساس بھی نہیں ہے اور وہ صرف اپنی حیوانی جبلتوں کے تحت خوراک، آرام اور اولاد کی پیدائش، پرورش سے زیادہ بلند شعور ہی نہیں رکھتا۔تم اُٹھو! اور اس جہانِ رنگ و بو میں اپنے گرد و پیش کو بدل ڈالو خود بھی اس روئے زمین کی ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سمجھو اور دوسروں کو بھی پیغام دو اور اپنے نظریات کے مطابق گرد و پیش کو یکسر بدل ڈالو اور اس کو خدا شناس، انسان دوست، وحی دوست اور مسلم دوست بنادو۔

15۔ اے مسلمان! محنت کرکے اپنا حلال رزق تلاش کرو، اس کو خود کھاؤ اور دوسرے ضرورت مند انسانوں پر خرچ کرو۔ضرورت کا مکان بناؤ، گھر بساؤ مگر اپنا دل اس دنیا اور رنگ و بو کے اس جہاں میں مت لگاؤ۔اس لئے کہ یہاں کے رنگ عارضی اور خوشبو جلد بدبو میں بدل جانے والی ہے (بہترین خوشبو سے مہکتا کھانا 12 گھنٹے بعد سیوریج سسٹم میں بہادیا جاتا ہے) دنیا کے بہترین آراستہ مکان اور پُرتعیش گلیاں دل لگانے کی جگہ نہیں ہیں۔یہ تن اور انسانی دل تو بقول حضرت سلطان باہوؒ

ایہہ تن حجرہ رب سچے دا تے جے کوئی اس نوں جانے ہُو

اللہ انسان کے دل میں بستا ہے تو حقیقی مردِ مومن کا دل تو 'حجرہ' ہی ہے مگر افسوس انسانوں کی عظیم اکثریت اپنا یہ دل عارضی، گھٹیا، چمک دمک والی، مصنوعی اور فانی چیزوں کی محبت میں لگا کر توپ سے مچھر مارنے کا کام لیتے ہیں۔علامہ اقبال فرماتے ہیں: ع

عرش کا ہے کبھی کعبے کا ہے دھوکہ اس پر

دل تو اللہ تعالیٰ کا 'حریم' ہے اور یہ بہت بڑا ظلم اور شرک ہوگا کہ اس میں اللہ کے سوا کسی اور کی محبت بسادی جائے، ہاں اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع اور بھی محبتیں ہوسکتی ہیں۔

---

❶ ((طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ)) (مسند الشہاب القضاعی) ''رزقِ حلال تلاش کرنا جہاد ہے''۔

❷ طریق آزری یہ ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام اپنے والد سے سوالیہ انداز میں کہتے ہیں: ﴿يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا﴾ (مریم: 42) ''ابوجی! آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں''۔

ریاست مدینہ کی بات کرنے والی پارٹی کا شراب کی بندش کے بل کی مخالفت کرنا افسوسناک ہی نہیں شرمناک بھی ہے: ایوب بیگ مرزا

پاکستان کا آئین منافقت کا پلندہ ہے، یعنی تحریری طور پر تو اسلامی ہے لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو ہم اسلام کو بھول جاتے ہیں بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شقوں کو نکال دیا جائے: رضاء الحق

نوازشریف کو سزا اور حکومت کے خلاف اسلام اقدامات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال : نوازشریف کو احتساب عدالت سے 7 سال قید 5 ارب جرمانہ، 10 سال کی نااہلی اور اثاثے ضبطی کی سزا ہوئی، کیا اعلیٰ عدالتوں میں یہ فیصلہ برقرار رہ سکے گا؟

ایوب بیگ مرزا : میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ دوسری عدالتیں اس فیصلے کے حوالے سے کیا کرتی ہیں۔ لیکن یہ جسے کہتے ہیں کہ Tip of the iceberg والا معاملہ ضرور ہے۔ حال ہی میں لندن کے ایک اخبار نے نواز شریف کی پراپرٹیز کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

The Shareef family owns many prime properties besides Even Field apartments. (Daily Mail)

دوسری لائن میں یہ لکھا گیا ہے کہ

It said that the family is also accused of using dirty money to buy at least twenty-one properties beside the Even Field flat in the United Kingdom. (Daily Mail)

انگلینڈ کے اخبارات اور پاکستان کے اخبارات میں بہت فرق ہے۔ پاکستان کے اخبارات جو چاہیں شائع کر دیتے ہیں چاہے وہ غلط ہی ہو لیکن انگلینڈ کے اخبارات اگر کسی کے بارے میں غلط خبر شائع کر دیں تو فوری طور پر دوسری پارٹی مقدمہ کرتی ہے اور ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اخبارات یا ادارے جرمانہ دیتے ہوئے دیوالیہ ہو گئے اور ایک دو ماہ میں فیصلہ آ جاتا ہے۔ یہ خبر جب شائع ہوئی تو اس وقت نواز شریف لندن میں ہی تھے اور انہوں نے بیان دیا تھا کہ ہم اس اخبار پر مقدمہ کریں گے۔ لیکن انہوں نے مقدمہ نہیں کیا۔ حالانکہ انہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ جو حق پر ہوتا ہے وہ کیس کرتا ہے اور اگر وہ مقدمہ جیت جاتے تو ان کو اربوں روپے مل جاتے۔ لیکن انہوں نے کیس نہیں کیا کیونکہ ان کی وہاں پر پراپرٹیز موجود تھیں۔ ہمارے ہاں کرپشن کا یہ عالم ہے۔ ان کی دوسرے ممالک میں بے شمار پراپرٹیز ہیں۔ اس خطے میں ماضی میں جتنے بھی بڑے بڑے لیڈرز گزرے ہیں جیسے ایران کا رضا شاہ پہلوی، مصر کا حسنی مبارت، فلپائن کا مارکوس اور پاکستان

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے زرداری اور نواز شریف یہ اس خطے کے ٹاپ کے کرپٹ لیڈرز ہیں۔ دنیا میں ان کے بارے میں یہی مشہور ہے۔ یہ تمام باتیں اخبارات میں آ چکی ہیں اور ان کی ابھی تک کوئی تردید نہیں ہوئی۔ نواز شریف کا اس کیس کے حوالے سے موقف یہ تھا کہ ہمارے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملے۔ اس حوالے سے ہمیں دو تین باتیں دیکھنی چاہئیں کہ نواز شریف پہلے پہل 81ء میں وزیر خزانہ منتخب ہوئے اس وقت سے لے کر آج تک انہوں نے جو ریٹرنز لی ہیں ان کو جمع کر لیں، اگر ان کی دولت اس کے مطابق ہے تو جائز ہے اگر نہیں ہے تو غیر قانونی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھ لیں کہ پاکستان پر اس وقت پچانوے ارب ڈالر (اندرونی اور بیرونی) قرضہ ہے۔ اس میں سے تقریباً 80 فیصد قرضہ پچھلے تیس چالیس سال کے عرصہ میں لیا گیا ہے اور اس عرصہ میں یہاں پیپلز پارٹی، نون لیگ اور مشرف کا اقتدار رہا ہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے یہ قرضے کہاں لگائے۔ اگر یہ ثابت کر دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان پر کرپشن ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ بڑے واضح شواہد ہیں۔ پھر تمام عدالتوں کے ججز ان سے یہی مطالبہ کرتے رہے کہ آپ منی ٹریل دے دیں لیکن آج تک منی ٹریل نہیں دے سکے۔ حالیہ جو فیصلہ ہوا ہے اس کی بھی کوئی منی ٹریل نہیں دے سکے۔ پھر نواز شریف نے یہ کہا کہ میں اپنا دفاع نہیں کروں گا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو نیب کا وکیل ان سے کراس سوالات کرتا۔ جن کا وہ جواب نہیں دے سکتے تھے۔ حالانکہ ان سے باقاعدہ اصرار کیا گیا کہ کیس کو ڈیفنس کرو۔ لہٰذا ان کی کرپشن بالکل صاف نظر آتی ہے۔ باقی عدالتیں جو کریں وہ ان کا کام ہے لیکن ہمارا تجزیہ یہی ہے کہ دونوں پارٹیوں نے ملک کو بڑی بے دردی سے لوٹا ہے۔ لہٰذا قوم کو انصاف ملنا چاہیے۔

سوال : سپریم کورٹ نے نواز شریف کو فلیگ شپ ریفرنس میں نااہلی کی سزا دی جبکہ احتساب عدالت نے اسی کیس میں باعزت بری کر دیا یہ کیسا انصاف ہے؟

رضاء الحق : پاکستان میں جتنے بھی ادارے ہیں اور جس طرح کا سسٹم بن گیا ہے اس کو سامنے رکھیں تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں مسٹر کلین ہوں۔ ہماری عدالتیں بالخصوص سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ آئینی کورٹس ہیں اور بحیثیت آئینی کورٹس وہ ٹرائیل سے related چیزوں کے فیصلے نہیں کرتیں۔ جب نواز شریف کو وزیر اعظم کے عہدے سے نااہل کیا گیا تھا تو وہ نااہلی فلیگ شپ ریفرنس کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ قانون کے ماہرین کے مطابق آرٹیکل 62(1)F کے تحت ان پر ایک کیس چل رہا تھا کیوں کہ انہوں نے ایک اقامہ رکھا ہوا تھا۔ اس کی بنیاد پر وہ نااہل ہوئے تھے۔ پھر سپریم کورٹ نے اس کیس کو ٹرائیل کورٹ کو ریفر کیا تھا اور اس نے پھر اس کیس کو دیکھا۔ ہوسکتا ہے کہ ایسے شواہد ملے ہوں۔

ایوب بیگ مرزا : سپریم کورٹ ایک آئینی عدالت

ہے وہ ٹرائل کورٹ نہیں ہے۔اس نے کرپشن پر ٹرائل نہیں کرنا تھا۔اس لیے اس نے کرپشن کا کیس نیب کو دیا۔سپریم کورٹ نے اس بنیاد پر نااہل کیا کہ انہوں نے اپنے گوشوارے میں اقامہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔دونوں کا فیصلہ اپنی اپنی جگہ پر درست ہے۔

سوال : نیب میں درجنوں افراد کے کیسز موجود ہیں لیکن ٹرائل میں تیزی صرف ن لیگی قیادت کے خلاف آرہی ہے۔کیا یہ احتساب کے نام پر سیاسی انتقام نہیں؟

ایوب بیگ مرزا : 1958ء سے 2008ء تک اس ملک میں یہ ہوا ہے کہ ہر حکومت نے اپوزیشن کو ٹارگٹ کیا اور کسی حکومتی بندے کے خلاف کوئی ایک کیس بھی دائر نہیں ہوتا تھا۔ 1958ء میں ایوب خان کے دور میں لوگ بدترین سیاسی انتقام کا نشانہ بنے۔ایوب خان نے EBDO کا قانون نافذ کیا جس کے تحت تمام بڑے سیاستدانوں کو نااہل کیا گیا۔اسی طرح ضیاء الحق نے اپنے مخالفین کو کوڑے مارے۔نواز شریف نے پیپلز پارٹی کے لوگوں کو بدترین سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا۔ذوالفقار علی بھٹو نے بھی اپنے مخالفین کو بدترین سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا۔ ہماری تاریخ سیاسی انتقام سے بھری پڑی ہے۔نواز شریف کے دور میں بے نظیر بھٹو کا ٹیلی ویژن پر نام لینا ایک جرم تھا۔جو صحافی اس کے حق میں کالم لکھتے تھے ان کے ساتھ بدسلوکی ہوتی تھی۔البتہ 2008ء میں میثاق جمہوریت (جو اصل میں دونوں پارٹیوں کا مک مکاؤ تھا) کے بعد سیاسی انتقام میں کمی آئی۔ پہلے پی پی کی حکومت تھی تو اس نے نون لیگ سے سیاسی انتقام نہیں لیا اور اسی طرح نون لیگ نے پیپلز پارٹی کے ساتھ یہی سلوک کیا۔لیکن اس دور میں ایک نیا کھلاڑی عمران خان میدان میں آگیا اور جب وہ کنٹینر پر چڑھا تو سیاسی انتقام کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا اس کے خلاف نون لیگ نے آٹھ مقدمات بنائے۔جن میں سے ایک دہشت گردی کا مقدمہ بھی تھا اور اس طرح کے کئی مقدمے مختلف لوگوں پر بعد میں بنائے گئے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نیب پی ٹی آئی نے نہیں بنائی اور نہ ہی نیب کا قانون پی ٹی آئی نے بنایا لیکن ظاہر ہے اس وقت حکومت پی ٹی آئی کی ہے تو نیب حکومتی بندوں کو صرف نوٹس ہی بھیج رہا ہے۔لیکن پی پی اور نون لیگ نے اپنے اپنے دور حکومت میں جو کیس بنائے وہ ایک دوسرے کو بلیک میل کرنے کے لیے بنائے۔

سوال : نواز شریف اور شہباز شریف اس وقت قید میں ہیں تو مسلم لیگ ن کی مجوزہ عوامی رابطہ مہم کون لیڈ کرے گا؟

رضاء الحق : پاکستان کی سیاست کا المیہ ہے کہ یہاں کی سیاست چند افراد کے گرد گھومتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز شریف اور شہباز شریف کے نہ ہونے کی وجہ سے نون لیگ کو بہت بڑا دھچکا لگے گا۔نواز شریف تو اسمبلی میں نہیں ہیں لیکن شہباز شریف تو اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہیں اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔یہ وقت نون لیگ کے لیے بہت مشکل ہے۔اگر عمران خان کو نااہل قرار دیا جائے تو پی ٹی آئی بھی مستحکم جماعت نہیں رہے گی۔یہی معاملہ پیپلز پارٹی کا بھی ہے۔یعنی یہاں سیاسی جماعتوں کا انحصار نظریات کی بجائے شخصیات پر ہے۔پچھلے کچھ عرصے میں ہمارے ہاں یہی دیکھا گیا ہے کہ یہاں موروثی سیاست جڑیں پکڑ رہی ہے۔نون لیگ عوامی رابطہ مہم چلانا چاہتی ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ شریف فیملی کا ہی کوئی آدمی اس کو لیڈ کرے گا۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

> **اگر عمران خان کی پرفارمنس اچھی نہ ہوئی، وہ ڈلیور نہ کر سکے اور عوام مطمئن نہ ہو سکے تو مسلم لیگ میں سے جو بندہ بھی کھڑا ہو گا وہ لیڈر بن جائے گا۔**

نون لیگ اداروں کے ساتھ روابط بڑھا کر کوئی مصالحت کا راستہ اختیار کرلے۔کیونکہ یہاں اس طرح کی سیاست ہوتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا : جس طرح کے حالات ہیں عوامی رابطہ مہم کا کوئی نتیجہ نکلتا نظر نہیں آتا۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر نواز اور شہباز دونوں زیادہ عرصے کے لیے جیل میں رہتے ہیں تو عمران خان ہی ان کو لیڈر مہیا کرے گا۔کیونکہ اگر عمران خان کی پرفارمنس اچھی نہ ہوئی اور وہ ڈلیور نہ کر سکا اور عوام مطمئن نہ ہوسکے تو مسلم لیگ میں سے جو بندہ بھی کھڑا ہوگا وہ لیڈر بن جائے گا۔کیونکہ شریف فیملی کے سارے لوگ کیسز میں پھنسے ہوئے ہیں۔اگر نون لیگ کا کوئی لیڈر بنتا ہے تو پھر بلاول بھٹو پنجاب میں کامیاب ہوسکتا ہے۔البتہ مریم نواز میدان میں آتی ہے تو وہ کوئی momentum بنا سکتی ہے کیونکہ اس میں صلاحیت ہے اور guts بھی ہیں۔اس میں اپنے باپ کی نسبت صلاحیت بہت زیادہ ہے۔لیکن وہ بہت عرصہ ہو گیا خاموش ہیں اور میدان میں آنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔اس نے تین ماہ میں جو پہلا ٹویٹ کیا اس میں کہا میں بطور کارکن کے آؤں گی۔

سوال : جعلی اکاؤنٹس کیس میں JIT نے اومنی اور زرداری گروپ کو جعلی اکاؤنٹس کا ذمہ دار قرار دے دیا۔کیا عدلیہ آصف علی زرداری کو بھی گرفتار کروا دے گی؟

ایوب بیگ مرزا : میرے خیال میں زرداری کا معاملہ بھی پہلے نیب میں جائے گا۔سپریم کورٹ کے پاس ہر قسم کی طاقت ہوتی ہے۔وہ آئین کی شق 184-3 استعمال کر کے کچھ بھی کر سکتی ہے۔لیکن سپریم کورٹ زیادہ تر یہ کرتی ہے کہ اس طرح کے کیسز نیب کو بھیج دیتی ہے یا نیچے ہائی کورٹ وغیرہ کو بھیج دیتی ہے۔لہٰذا امکان یہی ہے کہ زرداری صاحب کا کیس بھی وہ نیب کو بھیجیں گے اور اس میں بڑا وقت لگے گا۔اگر گرفتاری بھی ہوتی ہے تو کیسز پھر نیب میں چلیں گے۔آصف زرداری کرپشن کرنے میں کچھ زیادہ ہی دلیر ہو گئے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سپریم کورٹ جے آئی ٹی کی بنیاد پر کوئی بڑا فیصلہ بھی سنا سکتی ہے۔

سوال : دو تہائی اکثریت نہ ہونے کے سبب عمران خان حکومت کو قانون سازی میں مشکلات درپیش ہیں۔دونوں جماعتوں کی اعلیٰ قیادت کی پکڑ دھکڑ اسی مسئلے کے حل کا ایک پلان ہے کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

رضاء الحق: ہمارا جو پارلیمانی نظام ہے اس میں legislation کے لیے دو تہائی اکثریت نہیں چاہیے ہوتی، بلکہ سادہ اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔البتہ آئینی ترمیم کے لیے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔مگر کورم کا بھی ایک معاملہ ہوتا ہے۔اگر تو پکڑ دھکڑ ہی کرنی ہے اور اکاون فیصد اکثریت بھی پوری نہیں کر پاتے تو کورم ہی پورا نہیں بنتا۔اس لحاظ سے قانون سازی میں مشکلات تو ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس حکومت کو آئے ہوئے پانچ ماہ ہو چکے ہیں لیکن قانون سازی کے لیے پارلیمنٹ میں کوئی بل نہیں آیا۔حتیٰ کہ کوئی آرڈیننس بھی نہیں آیا البتہ کچھ ٹاسک فورسز اور دوسرے اقدامات کیے گئے۔بہرحال عمران خان کے لیے یہ پہلا تجربہ ہے تو اسے سمجھنے میں کچھ وقت تو لگے گا۔

سوال : کیا ن لیگ کی طرف سے ان ہاؤس تبدیلی کا کوئی پلان ہے؟

ایوب بیگ مرزا : ان کا پلان ہے یا نہیں لیکن ان ہاؤس تبدیلی آسکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ عمران خان نے مڈٹرم الیکشن کی بات کی تھی۔میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان میں ایک خامی ہے کہ وہ بولتا زیادہ ہے۔ایسے عہدے پر فائز ہونے والے کو اتنا زیادہ نہیں بولنا چاہیے۔کیونکہ جب آدمی بولتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔میں نے خود مڈٹرم الیکشن کی بات ان کے منہ سے سنی تھی۔ان سے سوال کیا گیا کہ اگر جنوبی پنجاب صوبہ بن جاتا ہے تو پھر پنجاب میں آپ کی اکثریت ختم ہو جائے گی اور وسطی پنجاب میں نون لیگ

آ جائے گی؟ تو اس تناظر میں عمران خان نے کہا تھا کہ پھر ہم مڈٹرم الیکشن کرا سکتے ہیں۔ ایسی بات بغیر سوچے سمجھے انہوں نے کہی تھی اور ان کو اس طرح جلد بازی میں نہیں بولنا چاہیے۔ اس حوالے سے نواز شریف میں بہت بڑی کوالٹی تھی کہ وہ بہت کم بولتا تھا اور کم بولنا بہت اچھی کوالٹی ہے۔

سوال : شراب نوشی پر پابندی کا بل نامنظور، بسنت کی تیاریاں، 25 دسمبر کو قومی دن کے طور پر منانا۔ دعوے ریاست مدینہ کی طرز پر نیا پاکستان بنانے کے لیکن عمل بالکل اس کے برعکس۔ کیا کہیں گے آپ؟

ایوب بیگ مرزا : شراب کی پابندی والے بل کے خلاف بولنا بہت ہی شرمناک عمل ہے۔ ریاست مدینہ کی بات کرنے والی پارٹی کا ایسا کرنا بہت ہی افسوسناک ہے۔ اپوزیشن جماعت مسلم لیگ نون ہے جس کا لیڈر خود پہلے اسلامی اتحاد کی سیڑھی چڑھ کر سیاست میں آیا تھا لیکن مسلم لیگ نے بھی اس کی مخالفت کی۔ البتہ اس معاملے میں حکومت کا کردار زیادہ افسوسناک ہے۔ کیونکہ اس کے پاس اکثریت تھی اور اس کی زیادہ ذمہ داری بنتی تھی۔ اگر اس شخص نے بغیر کسی مشورے کے یہ بل پیش کر دیا تھا تو انہیں یہ کرنا چاہیے تھا کہ فوری طور پر اس کو سائیڈ پہ کر کے حکومت کی طرف سے بل آتا جو شراب کی پابندی پر ہوتا۔ جہاں تک بسنت کا تعلق ہے تو اس کا بنیادی طور پر کسی مذہب سے تعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ہندوانہ کلچر سے ہے۔ البتہ اس لحاظ سے مذہب سے تعلق بن جاتا ہے کہ ہمیں کسی دوسرے مذہب کا کلچر اپنانا نہیں چاہیے۔ بسنت کو رسم کے طور پر منانا بالکل ہی غیر اسلامی ہے۔ لیکن اس حوالے سے بعض وزراء کا بیان بھی آیا ہے جس سے لگتا ہے کہ وہ اس حوالے سے پسپائی اختیار کر رہے ہیں اور حکومت بسنت نہیں منائے گی۔ لیکن شراب کے بارے میں یہ کہوں گا کہ حکومت فوری طور پر اس حوالے سے کوئی بل لائے ورنہ یہ اُن کے دامن پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔

رضاء الحق : اس حوالے سے قانون سازی موجود ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل درآمد کرانا چاہے تو بہت آسان ہے۔ ہمارے پینل کوڈ میں لائسنس کے بغیر شراب کا استعمال ایک قابل گرفت جرم ہے۔ اسی طرح مختلف ڈرگز بھی بہت استعمال ہوتی ہیں۔ مغرب میں تو یہ آزادی کے ساتھ استعمال ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی یہ وباء سکولز اور کالجز میں اب عام ہو چکی ہے۔ اگر ہم سویڈن کی طرح کی فلاحی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو اس کا استعمال یہاں بہت آسان ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہم ریاست مدینہ کی طرز پر فلاحی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو پھر شراب اور ڈرگز پر بھی پابندی لگنی چاہیے۔

سوال : ڈیم کی تعمیر کے لیے عوامی چندے کی اپیل جبکہ نئے سینما گھروں کی تعمیر کے لیے حکومتی خزانے سے فنڈز کا اجراء، کیا حکمرانوں کو کوئی پوچھنے والا ہے؟

رضاء الحق : یہ ایک المیہ ہے۔ جیسا کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان کا آئین ایک منافقت کا پلندہ بن گیا ہے۔ یعنی تحریری طور پر تو ہمارا آئین اسلامی ہے لیکن جب اس پر عمل درآمد کی باری آتی ہے تو پھر ہم اسلام کو بھول جاتے ہیں۔ ہم آئین سے اسلامی شقوں کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہم دنیا میں اپنا سافٹ امیج نمایاں کر سکیں۔ یہ بھی اس کی ایک مثال ہے کہ آپ سینما ہاؤسز بنا کر بتائیں کہ لوگوں کو انٹرٹینمنٹ چاہیے۔ عوام الناس کے لیے بھی یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ ان کے لیے دین زیادہ اہم ہے یا اس طرح کی انٹرٹینمنٹ زیادہ اہم ہے۔ پاکستان میں ایک خدشہ اور بھی ہے کہ ماضی میں بہت سارے فنڈز اکٹھے ہوئے، مثال کے طور پر قرض اتارو ملک سنوارو کے عنوان سے نواز شریف صاحب نے ایک تحریک چلائی تھی اور عوام الناس سے بہت سارا پیسہ وصول کیا تھا لیکن وہ پھر پیسے کہاں استعمال ہوئے کچھ پتا نہیں۔

ایوب بیگ مرزا : سینما گھروں کی تعمیر کے لیے قومی خزانے سے کوئی پیسہ نہیں جا رہا لیکن میں اس پر بھی تنقید کروں گا کہ پرائیویٹ طور پر بھی یہ تعمیر نہیں ہونے چاہییں کیونکہ ان کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اسلامی لحاظ سے تو یہ گناہ ہے۔ البتہ کرسمس ڈے کے حوالے سے عیسائیوں کو ریلیف دینا چاہیے لیکن اس دن کو سرکاری طور پر قومی تہوار کے طور پر نہیں بنانا چاہیے۔ دین نے جو اقلیتوں کے حقوق طے کیے ہوئے ہیں وہ ان کو دینے چاہییں۔ ان کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(27 دسمبر 2018ء تا 02 جنوری 2019ء)

جمعرات (27 دسمبر) کو صبح 9 بجے تا نمازِ ظہر دارالاسلام میں تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اسی روز بعد نمازِ عصر جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں ایک نکاح پڑھایا۔ بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں قطر سے آئے ہوئے ایک رفیق جناب مہتاب سے اُن کی خواہش پر ملاقات رہی۔ جمعہ (28 دسمبر) کو بعد نمازِ عصر تا عشاء دفتر حلقہ لاہور شرقی میں جاری تنظیم اسلامی کے ملتزم تربیتی کورس کے شرکاء سے ''امیر اور مامور کا باہمی تعلق'' کے موضوع پر خطاب کیا اور شرکاء کے سوالات کے جواب دیے۔

اتوار (30 دسمبر) کو صبح 10:30 بجے قرآن آڈیٹوریم میں منعقدہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔ سوموار (31 دسمبر) کو بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں باغ (آزاد کشمیر) کے رفیق تنظیم جناب شکیل احمد ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے پی ایچ ڈی کے لیے مرتب کردہ اپنے مقالے اور بعض تنظیمی امور کے حوالے سے گفتگو کی۔ منگل (01 جنوری) کو سہ پہر 3 بجے پنجاب یونیورسٹی کے ایک نوجوان جناب محمد اسامہ حیدر ملاقات کے لیے آئے۔ ان کے ساتھ اسلام کے حرکی نظریے اور اس کے مختلف مناہج پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ امیر تنظیم نے تنظیم اسلامی کی بنیادی دعوت بحوالہ فرائض دینی کا جامع تصور، اُن کے سامنے رکھی۔ نشست کے اختتام پر انہوں نے بیعت فارم پُر کیا اور تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ بدھ (02 جنوری) کو صبح 10:30 بجے کراچی سے آئے رفیق تنظیم عبداللہ سلیم صاحب اور اُن کے ساتھیوں سے ملاقات کی۔

اپنے عمل کا حساب

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سال 2018ء غروب ہوا۔ اپنے ساتھ انفرادی، اجتماعی بہت سی کہانیاں، واقعات، خوشیاں غم سمیٹ کر رخصت ہوگیا، ماضی کا حصہ بن جانے کو۔

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب!

ہم ذات سے لے کر قوم تک اور قوم سے لے کر امت تک گزرے سال پر نگاہ دوڑائیں۔ کیا کھویا کیا پایا۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ احتساب ہم نے اوروں کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ اپنے احتساب پر رضا مند ہو جائیں تو زندگی آسان ہو جائے۔ قومی منظر نامہ تو احتسابی طوفانوں سے اٹا پڑا ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ ریڑھوں پر لدے احتسابی دفاتر یکا یک برآمد ہو کر الف لیلوی داستانیں سنانے پر مصر ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ آخرت پر ایمان حقیقی ہو تو یوم الحساب کا خوف سبھی کچھ درست کروا دیتا ہے۔ پھر ریاستِ مدینہ کے صرف نعرے نہیں ہوتے، عمل خود گواہ بن جاتا ہے۔ تاریخ میں راتوں کے راہب، دن کے شہسوار، آبِ زر سے لکھے جانے والے شفاف کردار ثبت ہو جاتے ہیں۔ وہ جن کی ہیبت سے دنیا لرزتی تھی۔ خود اللہ کے حضور راتوں کو لرزاں و ترساں داڑھیاں آنسوؤں سے تر کرتے تھے۔ اب نہ داڑھی ہے نہ آنسو!

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پُرکار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے

ہم دوسروں کو خون کے آنسو رلانے کے درپے رہتے ہیں۔ کہانی ساری حساب ہی کی ہے۔ یوم الدین روز جزا ...... حساب کتاب سے ڈرنے والے ہی اصحاب الیمین ہیں جنتی! ''لو دیکھو پڑھو میرا نامۂ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا، عالی مقام جنت میں۔'' (الحاقۃ: 20 تا 22) اور دوسرا انجام؟ ''کاش میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش میری وہی موت (جو دنیا میں مجھے آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی۔ آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔'' (الحاقۃ: 25 تا 29)

یہاں تو تمام کھاتے بنانے والوں کے اپنے بھی کھاتے ہیں۔ اس آئینے میں سب ہی کو خود کو دیکھنا ہے۔ ''پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو'' کے مصداق، حساب وہ لے جس کا اپنا دامن بے داغ ہو۔ آخرت میں تو سب کھاتے کھل جائیں گے۔ جنہیں دنیا میں کوئی میلی آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا خود احتساب کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔ وہ کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے، اور ہماری آیات کو انہوں نے بالکل جھٹلا دیا تھا۔ اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی۔'' (النبا: 27 تا 29)

اگر مبالغہ نہ ہو تو قوم، بلکہ امت کا بہت بڑا حصہ ایمان بالآخرۃ گنوائے بیٹھا ہے۔ گناہ، ثواب، جزا سزا، قبر حساب کتاب سب بھولے بیٹھے ہیں۔ ''میرے اسلام کو اب قصۂ ماضی سمجھو! مجھے للہ جینے دو کہ میں لبرل مسلمان ہوں'' کی دہائیاں دیتے سب اپنی اپنی نوکریاں پکی کراتے ہیں۔ جب رازق IMF بن جائے اور نافع وضار ہونے کا سارا ایمانی اثاثہ امریکہ کو دے ڈالا جائے تو حال یہی ہوتا ہے جو ہمارا ہے۔

دہشت گردی کی عالمی صلیبی جنگ ایک فیصلہ کن موڑ مڑ رہی ہے۔ 17 سال پوری مسلم دنیا پر خوف ہیبت، دھونس دھمکی سے امت کا شیرازہ بکھیر دینے والا امریکہ شبِ غم افغانستان میں گزار کر نکل جانے کو ہے۔ نہتے، پوری دنیا سے یکا و تنہا خالی ہاتھ جنگ آزما طالبان گلوبل ولیج کے چودھری کو جو پیغام دے رہے ہیں، وہ پوری امت کے خلاف حجت ہے۔ جس چودھری کے آگے تم لرزاں تھے لو دیکھو وہ کس طرح اپنا سب کچھ ہار کر بے نیلِ مرام نکلنے کی راہ تلاش کر رہا ہے۔ ذبیح اللہ مجاہد، ترجمان طالبان نے افغانستان پر روسی یلغار کی 39 ویں برسی کے موقع پر امریکہ کے نام مرچیلا بیان جاری کیا ہے: ''امریکی افواج نے تذلیل و رسوائی کا سامنا کیا ہے۔ انہیں اپنے سرد جنگ کے دور کے دشمن کے انجام سے سیکھنے کو بہت کچھ ہے۔ روس کی افغانستان میں شکست سے عبرت پکڑیں اور آزمودہ افغانوں کی قوت واستقامت کو آزمانے سے باز آجائیں۔ طالبان اور امریکہ مابین مستقبل کے تعلقات مضبوط سفارتی اور اقتصادی اصول وضوابط کی بنیاد پر ہوں بہ نسبت جنگ وجدل کے۔'' یہ بیان انگریزی، فارسی اور پشتو میں جاری کیا گیا۔

افغانوں نے اپنی جوانی کی قوت، اپنی پختہ عمر کا تجربہ و تدبر، ایمان میں گندھے جذبوں کو میدانِ جہاد میں لگا کھپا کر ناقابلِ یقین تاریخ مرتب کی ہے، جس کی نظیر دنیا کی عسکری تاریخ اور جنگی معرکوں میں نہیں ملتی۔ اسے دنیا نے دہشت گردی، انتہا پسندی، جنونی کہا۔ آج 2019ء کا سورج یوں طلوع ہونے کو ہے کہ ساری دنیا کی عسکری ہیبت انگیز قوت تھک ہار کر منہ لپیٹے شکست کی ذلت کا داغ لیے رخصت ہونے کو ہے۔ یورپ ہمہ نوع اقتصادی، سماجی، سیاسی بحران سے دوچار ہے۔ مسلم دنیا اپنا آپ گنوا ہار کر اپنی صورت بگاڑ کر امریکہ پرستی کے سفینے میں جا بیٹھی تھی جو اب ڈوب رہا ہے۔ اس کے جوانوں کے تین مناظر ملاحظہ فرمائیے اور موازنہ فتح یاب افغان جوانوں سے کر لیجیے اس شعر کے آئینے میں:

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارہ
شباب جس کا ہو بے داغ، ضرب ہو کاری

پہلا منظر ریاض، سعودی عرب کا ہے۔ یہاں 13 تا 15 دسمبر بشمول جمعۃ المبارک، مبہوت کن کنسرٹ کا اہتمام کیا گیا۔ حرمین شریفین کی سرزمین پر جہاں سے صحابہ کرامؓ کے لشکر تین براعظموں پر اسلام کا جھنڈا گاڑنے دنیا میں نکلے تھے۔ آج یہاں (جہاد کی علامت) تلوار اور کلمہ طیبہ والا سعودی پرچم جہاں لہرا رہا تھا، اس کے سائے تلے لاطینی، گلوبل سپر سٹار گویا، میراثی، نچیاء، اینریق نامی، الدریا فیسٹیول میں تھرک رہا تھا، گا بجا رہا تھا۔ (دل تھامیے) مجمع مخلوط تھا۔ لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد کان بہرے کر دینے والی چلبلے جوش و جذبے سے بھری چیخیں مارتی، تالیاں پیٹتی، شرمناک آوازے لگا رہی تھی۔ ''اینریق ہم تم سے محبت کرتی ہیں۔'' ہفواتی نغمے لکھنے والا رقاص جیسن ڈی رولو کہنے لگا: ''سعودی عرب میں فن کا مظاہرہ کرنا! میرا ایک دیرینہ خواب تھا جو پورا ہوا۔'' شمشیر و سناں کی سرزمین پر طاؤس و رباب کی جھنکار......! جمال خاشقجی کے قتل میں گھر کر ولی عہد کے زیر اہتمام ہونے والی ایسی سرگرمیاں کچھ وقت کے لیے تھم گئیں تھیں۔ اب نئے جوش اور ولولے سے یہ امت کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے کا سامان پھر جاری ہو گیا۔

اِدھر ''ریاستِ مدینہ'' کے نام لیواؤں کے ہاں کراچی میں سلمان احمد (دھرنا فیم گویا، بینڈ گروپ ''جنون'' کا جنونی، عمران خان کے ساتھ پچھلے دور میں سٹیجوں سے مخلوط مجمعوں کو گرمانے والا) کے گروپ نے 25 دسمبر کو

رنگ جمایا۔ کام تو کرسمس والے تھے تاہم نام قائد اعظمؒ کا لے کر، بانیان کا پیغام میلا کیا! مخلوط مجمع، پس منظر میں (بجا طور پر) آگ کے سرخ شعلے، روشنیاں، مخلوط چیخیں، سیٹیاں، تالیاں، رنگ ترنگ میلا، موسیقی رقص و سرود میں ڈوبا۔ سال رخصت کیا جا رہا تھا سعودی عرب، پاکستان میں جوانی کی امنگوں، ولولوں کے جلوں میں۔

تیسرا منظر انڈونیشیا میں (مسلمانوں کا سب سے بڑا ملک) جاوا کے مغربی ساحل پر ایسا ہی ایک کنسرٹ ہے۔ بینڈ کا نام ہے 'Seventeen'...... یعنی سترہ۔ مسلم نوجوان (ماسوا ایک دو غیر مسلم) بینڈ گروپ اپنے فن کا مظاہرہ ساحلِ سمندر پر 22 دسمبر کو کر رہا تھا۔ سٹیج پر مضبوط قدموں سے لہراتا، مٹکتا، ساز و آواز کے جادو جگاتا، اپنی جوانی کی بھرپور قوت موسیقی میں جھونکتا، مکے لہرا لہرا کر ساتھ ساتھ کہہ رہا تھا: ہم سترہ ہیں، ہم سترہ ہیں۔ اس بات سے لاعلم کہ غضب ناک آتش فشاں قہر اگل چکا۔ سمندر کی سونامی لہریں، موت بن کر ان کے قدموں تلے، بلا اطلاع، بلا تنبیہ (وارننگ) آ چکیں۔ دوسرے ہی لمحے موت، موج در موج سٹیج نگل گئی۔ بینڈ اور کنسرٹ الٹ گیا۔ تماشائی اور گوّیے، رنگ و طرب تنکے بن کر بہہ گئے۔ (اس گروپ کے فیس بک پر 10 لاکھ فالورز تھے۔) ناچتے گاتے بجاتے ریلے کی نذر ہو گئے۔ چار سو لقمہ بن گئے، کتنے ہی لاپتہ ہو گئے۔ بعد کا منظر ٹوٹے پھوٹے مٹی میں رُلے آلاتِ موسیقی، کنسرٹ کی باقیات ماتم کناں بکھری پڑی تھیں۔

یہ تین ''ماڈریٹ مسلمانوں'' کے مناظر ہیں۔ صلیبی جنگ شروع کرتے ہوئے رینڈ کارپوریشن نے اسلام میں اصلاحات اور اسلام کا چہرہ بدلنے کے لیے جو پلاننگ اپنی کتب، مضامین اور مقالوں میں دی تھی، آج سترہ سالوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ دجالی فتنے کا سونامی مسلم دنیا کو لے ڈوبا۔ تاہم یہ تعلیم یافتہ ہونہار ماڈریٹ بروا جو تین مناظر تخلیق کیے، مسلم امۃ کی دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان لائے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ دوسری جانب بدر کے مناظر تخلیق کرنے والے پاکیزہ کردار، سادہ اطوار مگر زیرک، اللہ کے نور سے دیکھنے والی فراست کے مالک افغان سربلند و سرخرو ٹھہرے۔ دنیا میں اہلِ ایمان کے لیے سرمایۂ فخر، طرۂ امتیاز! بہت سے وہ جو خس و خاشاک بن کر دجالی طوفانوں میں غرق ہونے کی بجائے، شہادت سے سرفراز ہو کر حیاتِ جاوداں پا گئے۔ اللہ نیا سال ملک و ملت کے لیے خیر و برکت اور توبۃ النصوح کی توفیق لے کر آئے۔ (آمین)

❁❁❁

یکجہتی کی ضرورت ہے!

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

میں آج کی نشست میں یکجہتی کے موضوع پر کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اس وقت بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔ نہ ان کی کہیں عزت و عظمت ہے، نہ رعب و دبدبہ۔ دنیا کا کوئی ملک ان سے نہیں ڈرتا اور وہ ہر کسی سے ڈرتے ہیں عالمی سطح پر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے، ان کو ایک کمزور امت تصور کیا جاتا ہے حد تو یہ ہے کہ ان کے محبوب رہبر و رہنما اور کائنات کے سردار ﷺ کے ساتھ تمسخر کیا جا رہا ہے، ازواجِ مطہرات کی بے حرمتی کی جا رہی ہے، اسلام کے پہلے جانثاروں یعنی صحابہ کرامؓ کے خلاف کتابیں لکھی جا رہی ہیں، یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ اقوامِ عالم میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ اور وقار ختم ہو چکا ہے۔

جس مسلمان سے کبھی قیصر و کسریٰ جیسی سپر طاقتیں لرزہ براندام تھیں آج اس سے چھوٹا سا اسرائیل جو باولے درندے کی صورت اختیار کر چکا ہے وہ بھی نہیں ڈرتا۔

مسلمانوں کو کمزور اور ذلیل کرنے والے جو مختلف اسباب ہیں ان میں سے سب سے بڑا سبب مسلمانوں کا باہمی جدل و نزاع اور اختلاف و افتراق ہے۔ مسلمان امت چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں، فرقوں اور جماعتوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنانے کی فکر میں ہے۔ کفر کے فتوے لگ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ مسلمان کا خون مسلمان بہا رہا ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہ وہ امت ہے جس کو حضور ﷺ نے مسلسل محنت اور تربیت کے بعد باہم شیر و شکر بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ کے صحابہؓ مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے۔ مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی زبان اور رنگ بھی مختلف تھے مگر انہوں نے زبان، نسل اور قومیت کے تمام امتیازات مٹا دیئے تھے اور وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے دربار میں سلمان فارسیؓ تھے، صہیب رومیؓ تھے، عداس نینوائیؓ تھے، ابوذر غفاریؓ تھے، طفیل دوسیؓ تھے، ابوسفیان تھے، عدی طائیؓ تھے، مگر جو بھی تھے بھائی بھائی تھے اور بھائی بھی ایسے کہ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ کی عملی تفسیر نظر آتے تھے۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلاتے تھے۔ خود پیاسے رہ کر دوسروں کو سیراب کرتے تھے بلکہ حد تو یہ ہے کہ پیاس کی وجہ سے جان سے گزرنا تو گوارا کر لیتے تھے مگر دوسرے بھائی کو پیاسا دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

جب تک مسلمانوں میں اخوت و محبت اور اتفاق و اتحاد کا یہ رشتہ برقرار رہا وہ ساری دنیا پر چھائے رہے اور جب سے انہوں نے ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے اور ایک دوسرے کو گرانے کا عمل شروع کیا ہے، وہ اقوامِ عالم میں ذلیل و خوار ہوتے جا رہے ہیں۔

افرادی اعتبار سے دیکھئے تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے بھی زائد ہے، وسائل کے اعتبار سے دیکھئے تو پیٹرول جیسے سیال سونے کے کنویں زیادہ تر مسلمانوں کے قبضے میں ہیں، معدنیات کے ذخائر اور کانیں بھی اسلامی ممالک میں زیادہ ہیں۔ مالی اعتبار سے نظر ڈالیں تو اکثر اقوامِ عالم سے مسلمان قوم زیادہ مالدار ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مسلمان کمزور اور مغلوب ہیں، آخر کیوں؟

اس کی بڑی وجہ ایمانی کمزوری اور آپس کے لڑائی جھگڑے ہیں۔

پہلے مسلمانوں کے پاس سونے چاندی کی دولت نہیں تھی بلکہ ایمان کی دولت تھی۔

ان کے پاس پیٹرول اور معدنیات کے ذخائر نہیں تھے البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور اعتماد کا عظیم ذخیرہ ان کے پاس تھا۔

ان کے پاس جدید اسلحہ اور ساز وسامان کی طاقت نہیں تھی لیکن آپس کے اتفاق واتحاد اور یکجہتی کی قوت ان کے پاس تھی۔

وہ نہتے تین سو تیرہ تھے مگر انہوں نے ایک ہزار کے مسلح اور تجربہ کار لشکر کو شکست دے دی اور ایسا بھی ہوا کہ تین ہزار کے لشکر نے دو لاکھ کے لشکر کو شکست دے دی۔

آپ نے کبھی کسی دوسری قوم کی تاریخ میں نہیں سنا ہوگا کہ اتنے چھوٹے سے لشکر نے اپنے سے چودہ گنا بڑے مسلح لشکر کو شکست دی ہو۔

مگر مسلمانو! تمہیں اپنی تاریخ پر ناز ہونا چاہیے اور عبرت بھی حاصل کرنی چاہیے کہ جب تمہارے اکابر نے حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں شام کے میدانوں میں دو لاکھ رومیوں کو ان کے اپنے گھر میں جا کر شکستِ فاش دی۔

غفلت کی نیند سے جاگیے اور یاد رکھیے! آج ہماری کمزوری کی وجہ ساز وسامان کی کمی نہیں، ہماری کمزوری کی وجہ توپ وتفنگ اور گولہ بارود کا فقدان نہیں، ہماری کمزوری کی وجہ تربیت یافتہ فوجوں کی قلت نہیں، ہماری کمزوری کی وجہ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا عدم حصول نہیں، ہماری کمزوری کی وجہ مال ودولت اور سیم وزر کی قلت نہیں۔

بلکہ! ہماری کمزوری کی وجہ ایمان ویقین اور یکجہتی کا فقدان ہے۔

کفر کی بڑی بڑی طاقتیں صحابہؓ سے ان کے ساز وسامان اور اسلحہ کی وجہ سے نہیں ڈرتی تھیں بلکہ ان کے یقین محکم اور بے مثال یکجہتی کی وجہ سے ڈرتی تھیں۔

جب مسلمانوں میں یہ چیز باقی نہ رہی تو ان کا رعب ودبدبہ بھی باقی نہ رہا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارا قبلہ ایک ہے، اللہ تعالیٰ ایک ہے، نبی ایک ہے، کتاب ایک ہے، دین ایک ہے لیکن ہم ایک نہیں۔

حرم پاک بھی، اللہ بھی قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی، ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

آیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں یکجہتی کی دولت سے نواز دے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

❀❀❀

نئے سال کی آمد پر جشن یا اپنا محاسبہ

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

ہمیں سال کے اختتام پر، نیز وقتاً فوقتاً یہ محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہمارے نامۂ اعمال میں کتنی نیکیاں اور کتنی برائیاں لکھی گئیں۔ کیا ہم نے امسال اپنے نامۂ اعمال میں ایسے نیک اعمال درج کرائے کہ کل قیامت کے دن ان کو دیکھ کر ہم خوش ہوں اور جو ہمارے لیے دنیا وآخرت میں نفع بخش بنیں؟ یا ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ایسے اعمال ہمارے نامہ اعمال میں درج ہوگئے جو ہماری دنیا وآخرت کی ناکامی کا ذریعہ بنیں گے؟ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ امسال اللہ کی اطاعت میں بڑھوتری ہوئی یا کمی آئی؟ ہماری نمازیں، روزے اور صدقات وغیرہ صحیح طریقہ سے ادا ہوئے یا نہیں؟ ہماری نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوئیں یا پھر وہی طریقہ باقی رہا جو بچپن سے جاری ہے؟ روزوں کی وجہ سے ہمارے اندر اللہ کا خوف پیدا ہوا یا صرف صبح سے شام تک بھوکا رہنا؟ ہم نے یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھا یا نہیں؟ ہمارے معاملات میں تبدیلی آئی یا نہیں؟ ہمارے اخلاق نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کا نمونہ بنے یا نہیں؟ جو علم ہم نے حاصل کیا تھا وہ دوسروں کو پہنچایا یا نہیں؟ ہم نے اپنے بچوں کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں کامیابی کے لیے کچھ اقدامات بھی کیے یا صرف ان کی دنیاوی تعلیم اور ان کو دنیاوی سہولیات فراہم کرنے کی ہی فکر کرتے رہے؟ ہم نے امسال انسانوں کو ایذائیں پہنچائیں یا ان کی راحت رسانی کے انتظام کیے؟ ہم نے یتیموں اور بیواؤں کی مدد بھی کی یا صرف تماشا دیکھتے رہے؟ ہم نے قرآن کریم کے ہمارے اوپر جو حقوق ہیں وہ ادا کیے یا نہیں؟ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی یا نافرمانی؟ ہمارے پڑوسی ہماری تکلیفوں سے محفوظ رہے یا نہیں؟ ہم نے والدین، پڑوسی اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کیے یا نہیں؟

جس طرح مختلف ممالک، کمپنیاں اور انجمنیں سال کے اختتام پر اپنے دفتروں میں حساب لگاتے ہیں کہ کتنا نقصان ہوا یا فائدہ؟ اور پھر فائدے یا نقصان کے اسباب پر غور وخوض کرتے ہیں۔ نیز خسارہ کے اسباب سے بچنے اور فائدہ کے اسباب کو زیادہ سے زیادہ اختیار کرنے کی پلاننگ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں سال کے اختتام پر نیز وقتاً فوقتاً اپنی ذات کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ کس طرح ہم دونوں جہاں میں کامیابی وکامرانی حاصل کرنے والے بنیں؟ کس طرح ہمارا اور ہماری اولاد کا خاتمہ ایمان پر ہو؟ کس طرح ہماری اُخروی زندگی کی پہلی منزل یعنی قبر جنت کا باغیچہ بنے؟ جب ہماری اولاد، ہمارے دوست واحباب اور دیگر متعلقین ہمیں دفن کرکے قبرستان کے اندھیرے میں چھوڑ کر آجائیں گے، تو کس طرح ہم قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا جواب دیں گے؟ کس طرح ہم پل صراط سے بجلی کی طرح گزریں گے؟ قیامت کے دن ہمارا نامہ اعمال کس طرح دائیں ہاتھ میں ملے گا؟ کس طرح حوض کوثر سے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک سے کوثر کا پانی پینے کو ملے گا، جس کے بعد پھر کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی؟ جہنم کے عذاب سے بچ کر کس طرح بغیر حساب وکتاب کے ہمیں جنت الفردوس میں مقام ملے گا؟ آخرت کی کامیابی وکامرانی ہی اصل نفع ہے جس کے لیے ہمیں ہر سال، ہر ماہ، ہر ہفتہ بلکہ ہر روز اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔

ہم نئے سال کی آمد پر عزم مصمم کریں کہ زندگی کے جتنے ایام باقی بچے ہیں ان شاء اللہ اپنے مولا کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ابھی ہم بقید حیات ہیں اور موت کا فرشتہ ہماری جان نکالنے کے لیے کب آجائے، معلوم نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ امور سے قبل پانچ امور سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بڑھاپا آنے سے قبل جوانی سے۔ مرنے سے قبل زندگی سے۔ کام آنے سے قبل خالی وقت سے۔ غربت آنے سے قبل مال سے۔ بیماری سے قبل صحت سے۔ (مستدرک الحاکم)

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کسی انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ مذکورہ سوالات کا جواب دے دے: زندگی کہاں گزاری؟ جوانی کہاں لگائی؟ مال کہاں سے کمایا؟ یعنی حصول مال کے اسباب حلال تھے یا حرام۔ مال کہاں خرچ کیا؟ یعنی مال سے متعلق اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کیے یا نہیں۔ علم پر کتنا عمل کیا؟ (ترمذی) غرضیکہ

ہمیں اپنی زندگی کا حساب اپنے خالق ومالک ورازق کو دینا ہے جو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

ابھی وقت ہے۔ موت کسی بھی وقت اچانک ہمیں دبوچ لے گی، ہمیں توبہ کرکے نیک اعمال کی طرف سبقت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کروتا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ (سورۃ النور: 31)

لہٰذا نماز و روزہ کی پابندی کے ساتھ زکوٰۃ کے فرض ہونے پر اس کی ادائیگی کریں۔ قرآن کی تلاوت کا اہتمام کریں۔ صرف حلال روزی پر اکتفا کریں خواہ بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو۔ بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر وکوشش کریں۔ احکام الٰہی پر عمل کرنے کے ساتھ جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان سے باز آئیں۔ ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے اپنے آپ کو اور بچوں کو دور رکھیں۔ حتی الامکان نبی اکرم ﷺ کی ہر سنت کو اپنی زندگی میں داخل کرنے کی کوشش کریں اور جن سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہو ان کو بھی اچھی اور محبت بھری نگاہ سے دیکھیں اور عمل نہ کرنے پر ندامت اور افسوس کریں۔ اپنے معاملات کو صاف ستھرا بنائیں۔ اپنے اخلاق کو ایسا بنائیں کہ غیر مسلم حضرات ہمارے اخلاق سے متاثر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوں۔

نئے سال کی مناسبت سے دنیا میں مختلف مقامات پر Happy New Year کے نام سے متعدد پروگرام کیے جاتے ہیں اور ان میں بے تحاشہ رقم خرچ کی جاتی ہے، حالانکہ اس رقم سے لوگوں کی فلاح وبہبود کے بڑے بڑے کام کیے جاسکتے ہیں، انسانی حقوق کی ٹھیکیدار بننے والی دنیا کی مختلف تنظیمیں بھی اس موقع پر چشم پوشی سے ہم مسلمانوں کو اس موقع پر کیا کرنا چاہیے؟ یہ اس مضمون کو لکھنے کا مقصد ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شریعت اسلامیہ میں کوئی مخصوص عمل اس موقع پر مطلوب نہیں ہے اور قیامت تک آنے والے انس وجن کے نبی حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین اور فقہاء سے Happy New Year کہہ کر ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس طرح کے مواقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے: (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو ناحق کاموں میں شامل نہیں ہوتے ہیں، یعنی جہاں ناحق اور ناجائز کام ہو رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اُن میں شامل نہیں ہوتے ہیں۔ اور جب کسی لغو چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ یعنی لغو بے ہودہ کام میں شریک نہیں ہوتے ہیں، بلکہ برے کام کو برا سمجھتے ہوئے وقار کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ (سورۃ الفرقان: 72)

عصر حاضر کے علماء کرام کا بھی یہی موقف ہے کہ یہ صرف اور صرف غیروں کا طریقہ ہے، لہٰذا ہمیں ان تقریبات میں شرکت سے حتی الامکان بچنا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص Happy New Year کہہ کر ہمیں مبارک باد پیش کرے تو مختلف دعائیہ کلمات اس کے جواب میں پیش کردیں، مثلاً اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں امن وسکون قائم فرمائے، اللہ تعالیٰ کمزوروں اور مظلوموں کی مدد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ شام، برما، عراق اور فلسطین میں مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی زندگیوں میں خوشیاں لائے۔

نئے سال کے موقع پر عموماً دنیا میں سردی کی لہر ہوتی ہے، سردی کے موسم میں دو خاص عبادتیں کرکے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں۔ ایک عبادت وہ ہے جس کا تعلق صرف اور صرف اللہ کی ذات سے ہے اور وہ رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کی ادائیگی ہے۔

سردی کے موسم میں دوسرا اہم کام جو ہمیں کرنا چاہیے وہ اللہ کے بندوں کی خدمت ہے اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم غربا ومساکین ویتیم وبیواؤں وضرورت مندوں کو سردی سے بچنے کے لیے لحاف، کمبل اور گرم کپڑے تقسیم کریں۔ جو شخص کسی مسلمان کو ضرورت کے وقت کپڑا پہنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی ایسی شراب پلائے گا، جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔ (ابوداود، ترمذی)

غرضیکہ ہم سال کے اختتام پر اپنی ذات کا محاسبہ کرکے اچھے اعمال کی قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، جو فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی یا گناہ ہوئے، ان پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور نئے سال کی ابتدا پر پختہ ارادہ کریں کہ زندگی کے باقی ماندہ ایام میں اپنے مولا کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے اور منکرات سے بچ کر اللہ کے احکام کو اپنے نبی کے طریقہ کے مطابق بجالائیں گے اور اپنی ذات سے اللہ کی کسی مخلوق کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے ان شاءاللہ۔

❁❁❁

دعائے مغفرت

إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق جناب محمد خالد رضا وفات پاگئے۔

☆ رفیق تنظیم لالہ موسیٰ محترم شاہد نوری کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ منڈی بہاؤالدین کے رفیق تنظیم محترم خواجہ زاہد فیروز کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-8032132

☆ گوجرخان کے نقیب اُسرہ حافظ ندیم مجید کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0311-5030220

☆ ہارون آباد شرقی کے نقیب اسرہ محمد اشفاق حسن کے سسر وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-7598646

☆ منڈی بہاؤالدین کے رفیق تنظیم محترم شہزاد احمد شاکر کے تایا وفات پاگئے۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے ملتزم رفیق محمد حسن انجم کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0321-7730255

☆ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم شاہدرہ کے ملتزم رفیق مجاہد حسین باجوہ کے بھائی وفات پاگئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے ملتزم رفیق جناب ناصر امین خان کمر کی تکلیف میں مبتلا ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دیر آید درست آید

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

''کسی کی جنگ دوبارہ نہیں لڑیں گے''۔ ''امریکہ کے لیے کرائے کی بندوق نہیں بن سکتے۔ امریکہ کی جنگ پاکستان لا کر بہت نقصان اٹھایا، اب کسی کی جنگ لڑیں گے نہ کسی کے سامنے جھکیں گے، ہاتھ پھیلا کر ہماری قومی غیرت ختم کی گئی''۔ یہ بیانات ہماری سیاسی وعسکری قیادت کے ہیں جو اخبارات کی زینت بنے ہیں۔ یہ اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ گزشتہ سترہ سالوں سے ہم کسی کی جنگ اپنی سرزمین پر لڑ رہے تھے۔ یہ جنگ جب ہم پر مسلط کی جا رہی تھی تو اس وقت ملک وملت کے بہی خواہوں نے ببانگ دہل اس کو غیر ملکی جنگ قرار دیا تھا اور اقتدار پر قابض ایک غاصب وخود سر حکمران کو یہ باور کرانے کی مخلصانہ کوشش کی تھی کہ اس پرائی جنگ میں مت کودو، مگر اس عاقبت نااندیش نے ایک نہ سنی۔ یہ بنیادی طور پر ایک بزدل انسان تھا جو اپنوں کو مکے لہرا لہرا کر دھمکیاں دیتا تھا مگر ایک ٹیلی فون کال پر، تمام مطالبات تسلیم کر کے، اس نے امریکیوں کو حیران کر دیا تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ ملی وقومی قیادت نے اس غلطی کا برملا اعتراف کر کے ''دیر آید درست آید'' کے مصداق جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ قوم بجا طور پر توقع رکھتی ہے کہ جس نے پرائی جنگ کو اپنی جنگ بنا کر ہمارے ملکی وقار کو خاک میں ملایا اس کو عبرت کا نشان بنا کر آئندہ کے لیے اس طرح کی فاش غلطیوں کا سدباب کیا جائے گا۔ سیاست دانوں کا بھی اس حوالے سے احتساب ہو کہ انہوں نے عوامی اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اور ملک کو عدم استحکام سے دوچار کیا۔ جس طرح مالی بدعنوانی میں ملوث لوگوں کا احتساب شروع ہوا ہے بالکل اسی طرح ملکی سلامتی سے کھیلنے والوں کا بھی کڑا احتساب ہو۔ موجودہ حکومت بتکرار کہہ رہی ہے کہ وہ بحرانوں سے نکلنے کے لیے ''ریاست مدینہ'' کے اصولوں کی پیروی کرے گی۔ ریاست مدینہ کا ایک اصول یہ ہے کہ ملی مقاصد کے حصول میں جو رکاوٹ پیدا کرے اس کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے اگرچہ عام معافی کا اعلان فرمایا تھا مگر بعض شرپسندوں کو آپ نے قتل بھی کروایا تھا۔

نائن الیون کے ڈرامے کی آڑ میں امارت اسلامیہ افغانستان کو ختم کرنے میں ملت اسلامیہ پاکستان کے اس وقت کے حکمران نے عالم کفر کے ساتھ تعاون کر کے جرم عظیم بلکہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا تھا۔ اسی کی پاداش میں ملک میں نہ ختم ہونے والا فتنہ وفساد برپا ہوا۔ ''ردالفساد'' کا بھی تقاضا ہے کہ اس فتنے کے اصل محرک کو پھانسی پر چڑھایا جائے۔ اس سے انتقام کی وہ آگ بھی ٹھنڈی ہوگی جو جامعہ حفصہ کی بچیوں کو خاک وخون میں نہلانے کے سبب بھڑکی تھی اور ابھی تک اس کی حدت پورے ملک میں محسوس کی جا رہی ہے۔ سانحہ اے پی ایس بھی افسوسناک تھا مگر اس سے زیادہ ان بچیوں کا قتل ناحق تھا جو اسی بدباطن کے فیصلے پر کیا گیا تھا۔ اے پی ایس کے طالب علموں کا قتل تو بیرونی ایجنٹوں نے کیا تھا جبکہ جامعہ حفصہ کی معصوم بچیوں کا قتل ان کے اپنے ہی محافظوں کے ذریعہ کروایا گیا تھا۔ کاش کوئی ہوش منداس وقت ظالم کے سامنے ڈٹ جاتا جس طرح 1977 میں لاہور اور کراچی میں حکومت وقت کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر گولیاں چلانے سے ہمارے افسروں اور جوانوں نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا تھا کہ ہم اپنے بھائی بندوں کو گولی کا نشانہ نہیں بنا سکتے۔ یہاں تک کہ دو بریگیڈیئرز نے استعفاء دے دیا تھا۔ ہمارا ملک اس بدامنی اور انتشار کا ہرگز شکار نہ ہوتا اگر کوئی فوجی افسر یا سپاہی جامعہ حفصہ کی بچیوں کے خلاف ایکشن کا حکم سن کر صاف کہہ دیتا کہ ہم اپنی قوم کی بچیوں کا خون نہیں بہا سکتے۔ اس المناک سانحہ سے پہلے ہماری افواج کا ایک ایک سپاہی پوری قوم کی آنکھوں کا تارا ہوتا تھا۔ فوجی وردی میں ملبوس کوئی فرد سول آبادی کے بیچ سے گزرتا تھا تو اردگرد کی ساری نگاہیں اس پر مرتکز ہو جاتی تھیں۔ ہمارے دشمن کو یہ چیز ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اس نے ہماری قومی وملی افواج کو متنازع بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ بالآخر وہ کامیاب ہو گیا اور افواج کی پشت پناہی کرنے والی قوم کے زخم خوردہ افراد دشمن کے بہکاوے میں آ کر اپنی ہی افواج کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ پھر کیا تھا۔ پنجاب رجمنٹ سنٹر، مردان نشانہ بنا اور ہمارے سپاہی شہید ہوئے۔ جی ایچ کیو پر حملہ ہوا۔ این ایچ کیو کو ہدف بنایا گیا۔ پی اے سی کامرہ میں کھڑے جہازوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ پی اے ایف کیمپ بڈھ بیر پر یلغار کی گئی۔ شاہراؤں پر فوجی قافلوں پر خودکش حملے ہوئے۔ غرض وہ فوجی وردی جو کبھی سرمایۂ افتخار تھی وہ پہن کر چھاؤنیوں سے باہر جانا خطرناک بن گیا۔

قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بھی امریکی درندوں کے حوالے کرتے وقت کوئی اس ظالم کے آڑے نہ آیا۔ کاش کوئی اس ظالم کا ہاتھ پکڑتا جس نے چند ٹکوں کے عوض قوم کی عزت بیچ دی۔ مشہور ہے کہ ہماری تاریخ میں حجاج بن یوسف نامی حکمران گزرا ہے۔ جس کی سخت گیری بہت مشہور تھی مگر یہ بھی تاریخ کی گواہی ہے کہ وہ بڑا باغیرت حکمران تھا۔ اسے خبر ملی کہ راجہ داہر نامی ایک کافر ظالم نے بغداد سے سینکڑوں میل دور کراچی کے ساحلی علاقے دیبل کے مقام پر مسلمان خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی ہے تو اس نے ظالم کی سرکوبی کے لیے اپنے جواں سال بھتیجے محمد بن قاسم کو روانہ کیا جس نے آ کر راجہ داہر کو شکست فاش دی اور سندھ کو برصغیر کا باب الاسلام بنا کر واپس گیا۔ ہم اس تابناک تاریخ کے امین ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم سنبھل جائیں اور اپنی تاریخ دوہرائیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ افواج پاکستان کو پرویز مشرف نامی شخص کے غلط تصورات سے نکالا جائے اور جنرل ضیاء الحق شہید جیسے نڈر سپہ سالار کے Vision ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ پر گامزن کیا جائے۔ جس طرح روسی ریچھ کی افغانستان میں شکست کا Credit جنرل ضیاء کی قیادت میں افواج پاکستان کو جاتا ہے۔ اسی طرح امریکی بدمست ہاتھی کی افغانستان میں رسوائی میں بھی پاک فوج نے کلیدی رول ادا کیا۔

❀❀❀

نام کتاب: روح الامین کی معیت میں کاروان نبوت ﷺ (جلد ہفتم)

نام مصنف: پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد

تبصرہ نگار: محمد مشتاق ربانی

قیمت کتاب: 300 روپے

ملنے کے پتے: ☆ قیوم بک ڈپو، اردو بازار، کراچی ☆ اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی ☆ ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور ☆ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار، لاہور ☆ مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد

آن لائن حصول کے لیے ای میل: (tasneem@roohulameen.com)

پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد ایک عظیم کام میں لگے ہوئے ہیں جو یقیناً بہت مثبت اور تعمیری کام ہے۔ وہ سیرت نبویؐ کو انوکھے انداز میں نزول وحی کی آیات کے ساتھ ساتھ ترتیب دے رہے ہیں۔ انہوں نے کئی سال کی محنت شاقہ سے سیرت نبویؐ کے مکی دور کے بارے سات جلدیں تیار کی ہیں۔ ان تمام جلدوں میں سب سے زیادہ مفید کام فٹ نوٹس ہیں۔ اس وقت میرے سامنے ''روح الامین کی معیت میں کاروان نبوت ﷺ'' کی ساتویں جلد زیر تبصرہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد کا تعلیمی پس منظر علوم اسلامیہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود تحقیقی انداز میں سیرت نبویؐ کی تدوین میں مصروف ہیں۔ ابھی حال ہی میں تنظیم اسلامی کے زیر انتظام جب ریاست مدینہ کمپین جاری تھی تو اسلام آباد اور کراچی میں منعقدہ کانفرنسز میں ڈاکٹر صاحب بڑی عمدگی سے سیرت نبوی کو بیان کرتے دکھائی دیے۔ گویا تقریر اور تحریر دونوں فیلڈز میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ اقامت دین، اعلاء کلمۃ اللہ اور اظہار دین کے تصورات سے بخوبی آشنا ہیں۔ یہ ایسے تصورات ہیں جو جماعت اسلامی کے پروگراموں میں سنائی دیتے ہیں یا پھر ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر، دروس اور تنظیم اسلامی کے پروگراموں میں سننے میں آتے ہیں لیکن اب جماعت اسلامی کا انقلابی رنگ قدرے پھیکا پڑ گیا ہے۔

سیرت کی زیر تبصرہ کتاب کے مطالعہ سے اسلام کا ایک حرکی تصور اجاگر ہوتا ہے۔ اس حرکی تصور کی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ جو بھی سیرت نبویؐ کے بارے نئی کتاب آتی ہے اس میں واقعات کو مؤلفین اپنے انداز میں مرتب کرتے ہیں۔ بالعموم واقعات سے کوئی نتائج اخذ نہیں کیے جاتے۔ سیرت کے سلسلہ میں ایک اہم اصطلاح فقہ السیرہ بڑی خاص ہے، یعنی سیرت میں پیش آمدہ واقعات سے نتائج اخذ کرنا اور ان نتائج کی روشنی میں پالیسی تیار کرنا۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ سیرت سے راہنمائی لی جائے کہ فرسودہ نظام کو کیسے بدلا جائے۔ جیسے ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''منہج انقلاب نبویؐ'' سیرت کو اس انداز سے سمجھنے کی طرف ڈالتی ہے۔ ہر سیرت نگار کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے۔ ڈاکٹر تسنیم احمد بھی ایک مخصوص طریقہ سے سیرت کو مرتب کر رہے ہیں۔ اگر ہم ان کی سیرت کے تمام اجزاء کو دیکھیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ سیرت مطہرہ نزول قرآن حکیم کے سائے میں سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کا نام ہی ''روح الامین کی معیت'' سے شروع کیا ہے۔ اس کی جلد ہفتم میں سورۃ النحل، سورۃ یوسف، سورۃ الانعام، سورۃ البینہ اور سورۃ الحج کی روشنی میں سیرت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ مکی زندگی کی آخری والیم ہے۔ یہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ بالکل نئے حالات میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ جلد باب 98 سے 108 پر مشتمل ہے۔

زیر تبصرہ جلد کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ہمارے ہاں جو تازہ ایشوز ہیں ان کے بارے میں بھی راہنمائی موجود ہے۔ گزشتہ دنوں پاپولیشن کنٹرول کے بارے سپریم کورٹ کی سطح پر تقریب منعقد ہوئی، اس پروگرام کی صدارت وزیر اعظم عمران خان کر رہے تھے۔ اس کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ آبادی کو کنٹرول کیا جائے۔ آبادی کو کنٹرول نہ کیا گیا تو ملک بہت سے مسائل کا شکار ہو جائے گا۔ مصنف اس کتاب کے صفحہ 445 پر لکھتے ہیں: ''لوگوں نے فیملی پلاننگ کی آڑ میں ضبط ولادت اور اسقاط حمل اتنا زیادہ اپنا لیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں نے اس کا دسواں اور سواں حصہ بھی نہ کیا ہوگا''۔ ہماری رائے میں حکومت کو چاہیے کہ آبادی کنٹرول کرنے کی بجائے ملک میں پائے جانے والے قدرتی وسائل کو دریافت کرے تاکہ غربت اور افلاس کو کم کیا جائے۔

اس والیم کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ قارئین کے لیے مطالعہ کے دوران ذہن میں پیدا ہونے والے اشکالات اور سوالات کو نوٹ کرنے کے لیے آخر میں اور درمیان میں سادہ صفحات دیے گئے ہیں۔ خاص طور پر طلبہ وطالبات کے لیے خاصی مفید ہے اور اس کی زبان بھی نسبتاً سلیس ہے۔

سیرت کی اس کتاب میں جدید تقاضوں کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔ صفحہ 334 پر ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صرف ان چیزوں کا ذکر کیا جو نزول قرآن کے وقت لوگ جانتے تھے، تاہم جن اصولوں اور دلیلوں سے اللہ نے اپنی نعمتوں کو جتلایا ہے وہ آج بھی ویسی ہی موثر اور تر و تازہ ہیں جیسی کل تھیں۔ شاندار گاڑیاں اور جدید سہولتیں اس رب کی عنایات ہیں جس نے فزکس، کیمسٹری، جینیاتی اور بیالوجی کے اصول بنائے اور جن کی دریافت سے انسان نے موبائلز، کمپیوٹر، سیٹلائٹ، مصنوعی دانش [artificial intelligence] اور نوع بہ نوع چیزیں بنائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف جدید ٹیکنالوجی اور متعلقہ مباحث سے بخوبی آگاہ ہیں۔

صفحہ 388 پر درج ہے: حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کنوئیں میں ہی یہ بشارت مل چکی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب تو اپنے ان بھائیوں کو ایسے وقت ان کی یہ حرکت یاد دلائے گا، جب ان کو گمان بھی نہ ہوگا۔ یہ بات سورۃ یوسف کی آیت 15 میں واضح ہے لیکن ڈاکٹر صاحب اور آیات کا نمبر دے رہے ہیں۔

مسلمانوں کا ایک مسئلہ تفرقہ بازی ہے۔ یہ کیوں پیدا ہوا اس کا جواب ڈاکٹر صاحب یوں دیتے ہیں: ''جب تک نظام خلافت میں دین ایوان ہائے اقتدار سے جاری اور نافذ ہوتا رہا اور جب تک مسلمانوں کی ایک قابل ذکر تعداد اللہ سے ڈرتے ہوئے صالح روش پر قائم رہی اور زہد کے نام پر نئے طریقے اور طریقت ایجاد نہ ہوئی، اس وقت تک جمعیت مجتمع رہی۔ جب ایک مرتبہ دین میں نئی ایجادات و بدعات کا دروازہ کھلا اور خلافت، ملوکیت میں تبدیل ہوئی تو مسلمانوں کی جمعیت گروہ در گروہ مختلف فرقوں اور سلسلوں میں پراگندہ ہوگئی، جمعیت کے پراگندہ ہو جانے کا قرآن کا دیا گیا ڈراوا متشکل ہو کر، ایک حقیقت بن کر سامنے آ گیا''۔ (صفحہ 452) اس اقتباس سے لگتا ہے ڈاکٹر صاحب کی طبیعت اور مزاج طریقت اور تصوف سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اسلامی معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ دینی فکر میں جلا پیدا ہوتا ہے اور قاری میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی تحریک میں شامل ہو جو احیاء دین کے لیے مصروف عمل ہے۔ دراصل اسلام ایک موومنٹ ہے۔ یہ کوئی جامد نظریہ نہیں ہے۔ یہ درست عقائد اور صالح اعمال کا نام ہے اور اعمال میں حرکت کا مفہوم ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر تسنیم احمد کو مدنی دور کو بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسے کام اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہوتے ہیں۔ ❁❁❁

Mainstream Media Assaults on Freedom of Speech.

"The Truth" is No Longer "Important"

The New York Times unveiled a new slogan early in 2017 titled, "The truth is more important now than ever." It has acquired a seemingly noble motto but a perhaps contentious one if we examine the Times' recent history. Two international law specialists, Howard Friel and Richard Falk, published a book after the 2003 Invasion of Iraq called The Record of the Paper, which has scarcely been reviewed.

Friel and Falk focused on the Times due to the newspaper's importance. The authors point out that in 70 Times editorials on Iraq – from September 11, 2001 to March 20, 2003 – the words "international law" and "UN Charter" were never mentioned. The "truth" did not seem terribly "important" as the Times stood idly by in the destruction of Iraq.

Such was the barrage of propaganda directed at the American public that 69% believed Saddam Hussein was "personally involved" in the September 11 attacks. That is a significant achievement in manipulation. The poll results must have been news to the Saddam Hussein himself, a forgotten one-time American ally.

The Times was not alone in its position of selling the Iraq war to the American people, as television networks from Fox News to CBS and CNN were overwhelmingly pro-war. Fox News, owned by Rupert Murdoch – who strongly backed the illegal conflict – placed a permanent US flag in the corner of the screen. Fox employees were compelled to describe the invasion as "Operation Iraqi Freedom", with hundreds of thousands of Iraqis later being killed in cold blood.

The pattern continued into other illegitimate interventions as the liberal Guardian newspaper championed the demolition of Libya in 2011, with editorials imploring, "The quicker Muammar Gaddafi falls, the better." The Guardian encouraged NATO "to tip the military balance further against Gaddafi", while later that year summarizing that "it has turned out, so far, reasonably well" – by that point many thousands had been killed.

In 2015 Ian Birrell, then deputy editor of the Independent, still assured his readers, "I would argue that Britain and France were right to step in [in Libya]. The failures came later on." Apparently it was fine for two old imperial powers to "step in" to shatter a sovereign nation, then afterwards absolve the invaders of blame with "the failures" only coming "later on".

It's a rare thing indeed to hear a prominent commentator question the balance of Western mainstream coverage. The same voices can be heard piping up when alternative news sources take a different line not so palatable to their tastes.

Nick Cohen, writing in the Guardian, accused the network Russia Today (RT) of being a "propaganda channel" and that Russia was "prostituting journalism", while maintaining that BBC and New York Times were "reputable news organizations".

Cohen firmly supported the Iraq war, writing

at the time that "the Left betrays the Iraqi people by opposing war", and "an American invasion offers the possibility of salvation". He was deemed not to be "prostituting journalism" in backing this violation of international law, nor when later supporting other interventions in Libya and Syria.

The BBC's reputation, which Cohen previously claimed to be "reputable", was dealt a blow when it was revealed by Cardiff University that the network "displayed the most 'pro-war' agenda of any broadcaster" with its coverage on the Iraq invasion.

The same examples of propaganda and fake news have been followed by the Western media in almost all instances of coverage of imperial war and oppression against other peoples and countries. This attitude of shaping the narrative and public opinion performed by today's media can only be described as behaving like deceitful propaganda tool.

Source: ***Adapted from an article by Shane Quinn***

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی پیشکش

CALENDAR 2019

6 صفحات پر مشتمل شمسی و قمری کیلنڈر ☆ 4 دیدہ زیب رنگ ☆ خوبصورت ڈیزائن

قرآنی آیات کی خوبصورت خطاطی سے مزین ☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز "18"x23

خصوصی رعایتی قیمت 60 روپے

رفقاء واحباب یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں اور دعوتی نقطہ نظر سے خرید کر احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں

رفقاء تنظیم اسلامی کیلنڈر حاصل کرنے کے لیے اپنے مقامی مراکز کے ذریعے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی
36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-(042)35869501
media@tanzeem.org

مرکز تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور
فون: 79-(042)35473375
markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

محبت بھرا ایک روشن چراغ بجھ گیا......

محمد اقبال

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم مروٹ کے ناظمِ دعوت محترم عمران شاہد 19 دسمبر 2014ء کو بروز بدھ صبح کے وقت اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)۔ اللہ تعالیٰ عمران بھائی کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ وہ انتہائی باہمت اور جرأت مند انسان تھے۔ دردِ دل اور خیر خواہی کے جذبے سے سرشار تھے۔ تنظیم اسلامی سے ان کا تعارف ان کے والد مرحوم کی وجہ سے ہوا۔ مروٹ میں مرکز کا قیام عمل میں آیا تو عمران بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ نمازِ جمعہ کے لیے وہیں تشریف لاتے۔ ایک سالانہ اجتماع میں دل جمعی سے شرکت کی۔ پورے انہماک کے ساتھ دروس وخطابات سنے۔ واپسی پر ہم نے اُن کو تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی جو انہوں بخوشی قبول کر لی اور تین بھائی عمران شاہد، منشاء ندیم اور اکرم ضیاء ایک ہی وقت میں تنظیم کے رفیق بنے۔

شمولیت کے فوراً بعد مسجد بنتِ کعبہ سمن آباد لاہور میں مبتدی تربیتی کورس میں شرکت کی۔ رمضان المبارک میں ہارون آباد میں اعتکاف کے دوران کورس ہوا۔ جس میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ مکمل پڑھائی گئی۔ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور واپس جا کر مقامی امیر کو مشورہ دیا کہ یہ کورس ہمارے ہاں بھی ہونا چاہیے۔ پھر یہ کورس مروٹ میں بھی منعقد کیا گیا۔ کورس کے اختتام پر عمران شاہد کے بڑے بھائی خالد ندیم تنظیم میں شامل ہوئے۔ مقامی تنظیم کی مشاورت میں انتہائی صائب مشورہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن قوت فیصلہ کی مہارت سے بھی نواز رکھا تھا۔ نظم کی پکار پر ہمیشہ لبیک کہتے۔ مقامی رفقاء کے ساتھ ان کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ مروٹ مرکز کی تعمیر وترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ انفاقِ مال کے سلسلے میں انتہائی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے۔ کوئی موقع ایسا نہ تھا جس میں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیتے۔

نیک سیرت اور متقی پرہیز گار انسان تھے۔ اپنے بیٹے حمزہ عمران کو رجوع الی القرآن کورس کے لیے قرآن اکیڈمی لاہور بھیجا۔ 19 دسمبر 2018ء بروز بدھ صبح دس بجے کے قریب عمران بھائی کو دل کی تکلیف ہوئی ڈاکٹر کو بلا گیا لیکن حملہ شدید تھا جاں بر نہ ہو سکے۔ آخری وقت درود پاک اور کلمہ طیبہ ان کی زبان پر جاری تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے خاص طور پر ان کی اولاد کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے جس کی بنیاد وہ خود اپنی زندگی میں رکھ گئے ہیں۔

❁❁❁

وہاڑی تنظیم کا ماہانہ تربیتی ودعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی وہاڑی کے مرکز واقع شیخ کالونی میں الحمد للہ عرصہ دراز سے مستقل بنیادوں پر ماہانہ دعوتی پروگرام باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ اس پروگرام میں ملتان سے حلقہ کے مدرس درس کی ذمہ داری سرانجام دیتے ہیں۔ محترم طاہر خاکوانی، محترم عرفان بٹ اور محترم محمد سلیم اختر یہ ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ 15 دسمبر 2018ء بروز ہفتہ ملتان جناب محمد سلیم اختر ناظم دعوت حلقہ پنجاب جنوبی وہاڑی تشریف لے گئے۔ انہوں نے ''عقل مند کون؟'' کے موضوع پر قرآنی آیات کی روشنی میں ایک گھنٹہ کا درس دیا۔ سامعین نے نہایت توجہ سے سنا۔ تقریباً 90 کے قریب شرکاء تھے۔ نماز عشاء کے بعد راؤ محمد جمیل (مرحوم) کی رہائش گاہ پر گئے۔ ان کے بیٹیوں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.2

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore